روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

رسالہ "اوم" دہلی

April 1967



महाराजा परीक्षत कलयुग से गाय की रक्षा कर रहे हैं

Price : 75 Paisa

Editor : G.N. NANDA

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک



فہرست مضامین

ماہ اپریل سنہ ۱۹۶۷

چندہ سالانہ
گیارہ روپے -/Rs 11
قیمت فی پرچہ 75 پیسے
ممالک غیر سے -/Rs. 18

ایڈیٹر
گورکھ ناتھ نندہ

باہتمام شری گورکھ ناتھ نندہ ایڈیٹر پرنٹر پبلیشر و پروپرائٹر نے سود لیتھو پریس دہلی سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی ۶ سے شائع کیا۔

اوم

دان
(خیرات)

جناب منشی سورج نرائن صاحب مہر

قیامت میں خدا پوچھیگا تجھ سے اے مرے بندے
کہے گا تو ۔ الٰہی تو تو رب ہر دو عالم ہے
جواب اس کا ملے گا یہ فلاں بندہ مرا اک دن
دیا کھانے کی جا لیکن جواب صاف اُسے تو نے

میں بھوکا تھا مگر تو نے مجھے کھانا نہ کھلوایا
نہیں ممکن کہ تو بھوکا ہو ۔ یہ کیا تو نے فرمایا
تیرے در پر تھا بھوکا ہو کے روٹی مانگنے آیا
وہ میں ہی تھا بتا اپنے کئے سے اب بھی شرمایا

سوال اب تجھ سے یہ ہوگا خدا کا اے مرے بندے
کہے گا تو ۔ الٰہی تو تو رب ہر دو عالم ہے
جواب اس کا ملیگا یہ فلاں بندہ مرا اک دن
دیا پانی کی جا لیکن جواب صاف اُسے تو نے

میں پیاسا تھا مگر تو نے مجھے پانی نہ پلوایا
نہیں ممکن تو پیاسا ہو یہ کیا تو نے فرمایا
تیرے در پر تھا پیاسا ہو کے پانی مانگنے آیا
وہ میں ہی تھا بتا اپنے کئے سے اب بھی شرمایا

سوال اب تجھ سے یہ ہوگا خدا کا اے مرے بندے
کہے گا تو ۔ الٰہی تو تو رب ہر دو عالم ہے
جواب اس کا ملیگا یہ فلاں بندہ مرا اک دن
دیا کپڑے کی جا لیکن جواب صاف اُسے تو نے

میں ننگا تھا مگر تو نے مجھے کپڑا نہ پہنایا
نہیں ممکن کہ تو ننگا ہو یہ کیا تو نے فرمایا
ترے در پر تھا ننگا ہو کے کپڑا مانگنے آیا
وہ میں ہی تھا بتا اپنے کئے سے اب بھی شرمایا

سوال اب تجھ سے یہ ہوگا خدا کا اے مرے بندے
کہے گا تو ۔ الٰہی تو تو رب ہر دو عالم ہے
جواب اس کا ملے گا یہ فلاں بندہ مرا اک دن
دوا کی جا دیا لیکن جواب صاف اُسے تو نے

مرض تھا مجھکو لاحق پر نہ تو کچھ بھی دوا لایا
نہیں ممکن کہ تو بیمار ہو کیا تو نے فرمایا
مرض سے ہو کے بے طاقت ترے در پر چلا آیا
وہ میں ہی تھا بتا اپنے کئے سے اب بھی شرمایا

سوال اب تجھ سے یہ ہوگا خدا کا اے مرے بندے
کہے گا تو ۔ الٰہی تو تو رب ہر دو عالم ہے

میں حاجت مند تھا پر تو مری حاجت نہ بر لایا
نہیں ممکن تجھے حاجت ہو یہ کیا ۔ تو نے فرمایا

جواب اس کا ملیگا یہ فلاں بندہ ہرا اک دن | تیرے در پر تھا حاجت مند ہوکر مانگنے آیا
دیا در کی جگہ لیکن جواب صاف اُسے تو نے | وہ میں ہی تھا بتا اپنے کئے سے اب بھی شرمایا

بہت ایسا ہوا ہے الغرض اے مہر گر سوچیں | خدا سائل کے بھیسوں میں ہمارے پاس ہی آیا
ہمارے پاس جو کچھ ہے اُسی نے ہمکو بخشا ہے | گیا کوئی نہ کچھ لیکر نہ کوئی ساتھ کچھ لایا
مگر کیسا تعجب ہے کہ جو کچھ اُس نے بخشا ہے | دمحتاجوں کو اس میں سے دیا ہم نے نہ دلوایا

قیامت میں اُٹھیگا نہ ہمارا سر خجالت سے
سوال اعمال کا گر اس طرح سے درمیاں آیا

گذشتہ سے پیوستہ "اردو" قسط 8
سلسلہ کے لئے دیکھو پرچہ ماہ مارچ 1966

آتم بودھ

جگت گورو شری سوامی سنکر آچاریہ کرت

ترجمہ و تشریح۔ از بخشی نرسنگداس لوڈپٹی کنٹرولر آف ڈیفنس اکونٹس دہرہ دون

(۳۳) میں من نہیں ہوں۔ اس لئے شوک اِچھا دویش اور بھے مجھ میں نہیں ہیں۔ شرتی آتما کو من اور پران سے رہت شدھ کتھن کرتی ہے۔

(شرح) من بھی مہا بھوتوں کے ستوگن انش سے اُتپن ہوا بھوتوں کا کاریہ بھوت روپ ہے میں مہا بھوتوں کا درشٹا اور آدی کارن ہوں۔ اسلئے مہا بھوتوں سے نیارہ ہوں۔ من مہا بھوتوں کا کاریہ ہے۔ اس واسطے میں من سے بھی نیارہ ہوں۔ من چنچل ہے۔ میں اچل ہوں۔ من وکارشیل ہے میں نرو کار ہوں۔ شوک اچھا دویش اور بھے ابتادی من کے دھرم من میں رہتے ہیں۔ انکا میرے ساتھ کوئی سمبندھ نہیں۔ مجھے یہ چھو بھی نہیں سکتے۔ مجھ میں نہ یہ شوک ہے نہ دویش نہ اچھا ہے نہ بھے۔ من میں انیک برتیاں اُٹھتی ہیں۔ اور بیٹھ جاتی ہیں۔ میں جوان کا درشٹا ان سے نیارا ہوں۔ نت شدھ اسنگ ہی رہتا ہوں۔ اسنگ رہتے ہوئے میں من کو من کی برتیوں کو دیکھتا اور پرکاش کرتا ہوں۔ میری ستا پا کر ہی من سنکلپ وکلپ کرتا ہے لیکن من کی کلپنا مجھے چلایمان نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ من جبکی کلپنا نہیں کرسکتا بلکہ جس سے من سنکلپ وکلپ کرتا ہے۔ وہ میں ہوں۔ میں من کو جانتا ہوں۔ من مجھے نہیں جان سکتا۔ جس طرح چمٹا (سنڈسی) ان ہاتھوں کو پکڑنے سے عاجز ہے۔ جن ہاتھوں میں وہ خود پکڑا ہوا ہے۔ اسی طرح میں شریر نہیں ہوں۔ میں کوش نہیں ہوں۔ گیان اور کرم اندریاں میں نہیں۔ من بدھ چیت اہنکار آدی انتہ کرن بھی میں نہیں۔ پران بھی میں نہیں ہوں کیونکہ پران بھی جڑ ہیں۔ میں چیتن ہوں میری ستا پا کر پران بھی چلتا ہے میں پران کا بھی پران ہوں۔ اسلئے شرتی بھگوتی نے آتما کو من اور پران سے رہت شدھ کتھن کیا ہے۔ اس لئے او پیارے جگیاسو خوب زور سے نعرہ لگاؤ۔ "شوہم"۔ سچدانند روپا شوہم شوہم"۔ میں سچدانند سروپ کلیان مورت ہوں۔ اور مستانہ وار پھر۔

(۳۴) میں نرگن ۔ نشکریہ ۔ نت ۔ نروکلپ ۔ نرنجن ۔ نراکار نت مکت اور نرمل ہوں۔

(شرح)۔ انوے وتریک یا نیتی نیتی کے قاعدے سے یہ بنایا گیا۔ کہ آتما اور شریر بھن بھن ہیں۔ شریر کے انترگت تینوں شریر۔ انکی تین اوستھائیں (جاگرت سوپن سشپتی) پانچ کوش۔ انتہ کرن۔ گیان کرم اندریاں اور پران تمام آجاتے ہیں۔ اسکے علاوہ یہ اناتم پدارتھ اگیان رچیت اور کلپت ہیں۔ واستوک نہیں۔ وستو ماتر صرف آتما ہے جو ہمارا اپنا سروپ ہے۔ اسلئے اب آتما کا سروپ بتا رہے ہیں۔ پرکرتی کے تین گن ست رج تم۔ پرکرتی کے رچے ہوئے پدارتھوں میں ورتمان ہوتے ہیں۔ آتما ان سے نیارہ ہے۔ آتما پران کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جس طرح بلبوں کے لال پیلے اور ہرے رنگ سے بجلی کی دھارا سدا ہی الیپ اور اسنگ رہتی ہے۔ اسی طرح آتم سنا سدا ان گنوں سے پرے رہتی ہے۔ اسی کو نرگن کہتے ہیں۔

چونکہ آتما ایک اور ادویتہ ہے۔ ایک میں کریا بن نہیں سکتی۔ کریا وان گتی شیل ہوتا ہے۔ اور وکاروان ثابت ہوتا ہے۔ لیکن آتما سدا ایک رس اور نروکار ہے۔ اسلئے آتما نشکریہ ہے۔ سوائے آتما کے سب اشیا، فانی اور ناشوان ثابت ہوتی ہیں۔ زمانے میں کسی شے کو ثبات نہیں۔ صرف آتما ہی ایک ایسی وستو ہے جو سدا جگوں کی توں ایک رس دائم قائم ہے۔ اس سے گیان وان آتما کو نیتہ کہتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے۔ سنکلپ وکلپ من کا دھرم ہے۔ اور آتما من سے نیارہ ہے۔ اس لئے آتما من کے دھرموں سے بھی رہت ہے۔ لہٰذا وہ نروکلپ ہے۔ آتما کے اندر کسی پرکار کا وکلپ نہیں ہوسکتا۔ کلپنا کسی کمی کو ظاہر کرتی ہے۔ آتما ایک ادویتہ شدھ اور پورن ہے۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے آتما نروکلپ ہے نیز اس میں مایا مل روپی اندھکار بھی نہیں چیتن ہونے کے ناطے وہ گیان سروپ اتھوا پرکاش سروپ جیوتر مے ہے۔ جس طرح سورج جو روشنی کا بھنڈار ہے۔ اس میں اندھیرا نام کو بھی نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح آتما میں مایا مل روپی اندھکار بھی نہیں ہوسکتا۔ وہ نرنجن ہے۔ ہر بھن وستو ہی آکار والی ہوتی ہے اور اسی میں وکار بھی ہوتے ہیں۔ چونکہ وہ تمام بھید اور پربھید سے رہت ہے۔ لامحدود ہے۔ اس میں آکار اور وکار نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا وہ نراکار اور نروکار وستو سدا ایک رس رہنے سے وہ سدا شدھ اور نرمل ہوتی ہے۔ جہاں غیر کوئی شے ہے نہیں۔ وہاں مل اور بندھن کہاں سے ہوگا۔ اس لئے آتما نت شدھ نرمل اور نت مکت ہے۔ جگیاسو ان بھاؤناؤں سے اپنے آتم سروپ کی پہچان کریں۔ اور اسی کا ابھیاس کریں۔ میں نت شدھ نراکار نروکار نروکلپ نرنجن نت مکت نشکریہ آتما ہوں۔

(۳۵) آکاش کے سمان میں سرو پدارتھوں میں انتر باہر اوت پروت اتھوا ویاپک ہوں۔ نروکار سم نت شدھ اسنگ نرمل اور اچیت ہوں۔

(شرح) آتما کے سروپ کا ورنن کرتے ہوئے بھگوان شنکر کہہ رہے ہیں کہ آتما سرو ویاپک ہے۔ جس طرح آکاش سب وستوؤں میں اندر باہر ویاپک ہوتا ہے۔ اسی طرح میں آتم روپ سے سرب پدارتھوں میں اندر باہر بھرا ہوا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ دیگر سب پدارتھ محض کلپت اور اگیان رچیت ہیں۔ آتما کے مقابلے پر دوسری کوئی وستو نہیں ہے۔ جس سے آتما میں ویاپک ویاپیہ بھاؤ قائم نہیں ہوسکتا۔ لیکن جب تک جگیاسو شریر روپی سنگھات کو ست دیکھ رہا ہے اور آتما کا ساکشات کار، نہیں ہوا۔ نیتی نیتی قاعدہ سے منن اور ندھیاسن چل رہا ہے۔ اس وقت تک جگیاسو کو اسی پرکار کا وچار کرنا ہوگا۔ جس سے آتم اناتم دوویک درڑھ ہوکر آتم

نیشٹھا پکی ہو۔ اور منش آتم پراپت ہو سکے۔ اسلئے جگیاسو یوں وچار کرے۔ کہ میں آکاش وت سرو ویاپک ہوں۔ اور سدا الیپ ہوں۔ نروکار ہوں۔ سدا ایک رس رہتا ہوں۔ سمتا روپی مندر پر آسن رکھتا ہوں۔ ہر پرکار کے مل سے رہت نت شدھ اور نرمل ہوں۔ سنگ سے رہت ہوں۔ اچیت ہوں۔ مجھ میں کمی یا گراوٹ کو راہ نہیں میں جوں کا توں دائم قائم ہوں۔ چنانچہ سدا چداکاش سروپ ہوں۔

(۳۶) میں نسچے کر کے پرم برہم ہوں۔ جو کہ نت شدھ مکت ایک ادوتیہ ست چت آنند ہے۔

(شرح) برہم کے لکشن وید نے کتھن کئے ہیں۔ ستیم گیانم۔ اننتم برہم۔ آنندم برہم اتیادی۔ وہ سب گن آتما میں موجود ہیں۔ لہذا میں آتما پرم برہم ہوں۔ ایسا میرا یقین ہو گیا ہے۔ اب مجھے کوئی سنشے باقی نہیں رہا۔ میں سروپ سے ست چت آنند روپ ہوں۔ واحد لاشریک یا ایک ادوتیہ ہوں۔ نت مکت اور شدھ کا شدھ ہوں۔ "اہم برہم اسمی"، میں برہم ہوں۔ شِوو ہم۔ میں کلیان سروپ آتما ہوں۔ "سوہم" میں وہ ہوں۔ "تتو مسی" وہ تو ہے یہاں آکر سارے مہاواکیہ سارتھک ہوتے ہیں۔ تمام موہ اور سارے بھرم بھید یہاں ناش ہو جاتے ہیں۔ اور منش سروپ آنند میں مگن رہ کر بچرتا ہے۔

سادھنا

(۳۷) اہم برہم اسمی کا نرنتر منن اودیا جن وکشیپ کا ناش کر دیتا ہے جس طرح رسائن (امرت) تمام روگوں کو دور کر دیتا ہے۔

(شرح) انتہ کرن کے تین دوش بتائے گئے ہیں۔ مل۔ وکشیپ۔ اور آورن بُری واسنائیں۔ دیہہ آتم بدھی مل ہے۔ اور مل کی چنچلتا۔ ناتسلی کی حالت وکشیپ ہے اور اگیان ہی آورن یا پردہ ہے۔ نشکام کرم کرنے سے مل دوش کی نورتی ہوتی ہے۔ اور وکشیپ کا علاج اپاسنا کہا گیا ہے۔ شری شنکر آچاریہ اس شلوک میں وکشیپ کا علاج تبلا رہے ہیں۔ انکا کہنا ہے کہ آیوروید شاستر نے جس طرح رسائن کا نسخہ بتایا ہے کہ جس سے سب روگوں کی نورتی ہوتی ہے۔ اسی طرح سے اپنشدوں اور ویدانت کے شاستروں نے بھی رسائن کا نسخہ تیار کیا ہے۔ اس کے انوسار اگر جگیاسو لگاتار مسلسل اہم برہم اسمی "میں برہم ہوں" اس مہاواکیہ کا منن وچار اتھوا چنتن کرے۔ تو اس کے من کا وکشیپ جو اودیا کا کاریہ ہے۔ ضرور ناش ہو جائے گا۔

(۳۸) ایکانت ستھان میں بیٹھ کر واسنا رہت ہو کر اندریوں کو روک کر جگیاسو کو ایک نشٹھ ہو کر انتر آتما کا چنتن کرنا چاہیئے۔

(شرح) چنتن کیوں کر کرنا چاہیئے۔ اب اس کے بارے میں بتلاتے ہیں۔ سب سے پہلے جگیاسو کو صاف ستھرا ایکانت ستھان تلاش کرنا چاہیئے۔ جہاں شور وغیرہ نہ ہو۔ جہاں فضا گندی نہ ہو۔ جہاں کیڑے مکوڑے اور مچھر نہ ہوں۔ وہ ستھان رمنیک آکرشن والا ہو۔ بھٹکے دینے والا نہ ہو۔ بھومی سم تل ہو۔ اونچی نیچی نہ ہو۔ ایسا استھان دیکھ کر وہاں آسن لگائیے۔ جب بیٹھے تو واسناؤں کو روکے۔ من میں کسی پرکار کی کامنا کو نہ آنے دے۔ اسی طرح سب اندریوں کو بھی اپنے اپنے وشیوں میں رمن کرنے سے روکے۔ اس طرح سے کبھی دوسری طرف دوسری شے میں دھیان نہ جانے پائے۔ ایک نشٹھ ہو کر اننت آتما کا چنتن کرے۔ آتما کے سروپ کا ورنن جو اوپر کے چند شلوکوں میں ہوا ہے۔ ان کا بار بار سمرن کرے۔ انہی کا چنتن کرے۔ انہی کا منن کرے۔ یہی آتم چنتن ندھیاسن روپ ہو کر آتم ساکشات کا پھل پردان کر دیگا۔

(۳۹) بدھیمان پرش کو چاہیئے کہ بدھی دوارا سارے درشیہ کو آتما میں لین کر دے۔ اور آکاش کے سمان شدھ اور ویاپک آتما کا چنتن

شرح۔ آتم چنتن کرتے ہوئے جگیاسو کو واجب ہے۔ کہ وہ درشیہ پدارتھوں کو نفی اثبات (انوے وتیریک) کے قاعدہ سے آتما میں لے کرے۔ مثلاً سارے پدارتھ نام روپ آتمک ہیں۔ کیونکہ ہر شے میں پانچ چیزیں پائی جاتی ہیں۔ استی بھاتی پریہ نام اور روپ۔ کرسی نام۔ گول چوکور وغیرہ روپ۔ اس کا ہونا (کرسی) ہے۔ ہستی یا استی۔ وہ دکھائی دیتی ہے۔ یہ بھاتی اور بیٹھنے کے کام آنے سے وہ پریہ ہے یہ پریے۔ اسی بھاتی پریے تینوں آتما کے خواص ست چت آنند ہیں۔ اس لئے تمام پدارتھوں میں ست چت آنند آتما تو ایک روپ ہے اور انکے نام اور روپ اپنے اپنے صرف ویوہارک کلپنا ہے۔ اس واسطے نام روپ کو اَست کہا ہے۔ کیونکہ کرسی جب ٹوٹ جاتی ہے۔ تو پھر وہ کرسی نہیں رہتی۔ وہ جلانے کی لکڑی ہوجاتی ہے۔ جب جلائی جاتی ہے۔ تو راکھ ہوجاتی ہے۔ یہی راکھ مٹی میں ملجاتی ہے۔ اسی طرح کرسی بننے سے پہلے ایک درخت کا انگ تھا۔ اور درخت بننے سے پہلے شاید وہ صرف چھوٹا سا بیج تھا۔ اس طرح ایک ہی شے جو ست چت آنند روپ ہے۔ انیک نام روپوں کو گرہن کرکے انیکتا کا تماشا کرتی ہے۔ جگیاسو کا اس طرح آتم چنتن کرتے رہنا چاہیئے۔ پھر اس آتما کا آکاش کی طرح شدھ اور ویاپک بھاؤ سے چنتن کرنا چاہیئے۔ آندھی ہو یا بارش ہو۔ ژالہ باری ہو یا گرد و غبار اڑ رہا ہو۔ آکاش ہمیشہ صاف رہتا ہے۔ وہ کسی دوسری وستو سے لپت نہیں ہوتا۔ مندر کا آکاش زیادہ پوتر نہیں ہوتا۔ اور چنڈوخانہ کا آکاش کوئی اشدھ نہیں ہوتا۔ وہ سدا ایک جیسا ہی رہتا ہے۔ اس طرح آتما بھی سرو ویں سرو روپ ہے۔ اس پرکار سے آتم چنتن کرنا چاہیئے۔

تتو گیان کا پھل

(۴۰) پرم ارتھ تتو وتیا نام روپ کا تیاگ کردیتا ہے۔ اور اپنے پری پورن چدانند سروپ میں آنند مناتا ہے۔

(شرح) پرم ارتھ ایک آتم تتو ہے۔ اور اس کو بھلی پرکار سے جاننے والے کو یا جس نے آتم ساکشاتکار کر لیا ہے اسکو تتو وتیا کہتے ہیں۔ تتو وتیا کی درشٹی سدا آتم تتو پر رہتی ہے۔ اس لیئے وہ آتما کے اتی رکت (علاوہ) اور کچھ نہیں دیکھتا وہ نام روپ والی سرشٹی کا تیاگ کردیتا ہے۔ وہ آتما ہی میں ویوہار کرتا ہے۔ آتما ہی میں کریڑا کرتا ہے۔ اور آتما میں ہی رمن کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو پری پورن دیکھتا ہے اور آنند سروپ پاتا ہے۔ اسے کہیں کوئی کمی نہیں دکھائی پڑتی۔ اس لئے اس کے من میں کوئی واسنا نہیں پھرتی۔ لہٰذا وہ اپنے سچدانند سروپ میں آنند مگن رہتا ہے۔ (باقی پھر)

اوم

دُنیائے بے ثبات سے

شری گوپال داس کپور
مسرورؔ

دُنیائے بے ثبات سے الفت نہیں مجھے
اس واسطے کسی سے محبت نہیں مجھے

کچھ اس طرح دماغ پہ چھایا ہوا ہے تُو
اک تیرے ہی خیال سے فرصت نہیں مجھے

اک تیرے در پہ میں نے جو سجدہ کیا کیا
ہر ایک در پہ سجدوں کی عادت نہیں مجھے

مجھکو ملے ملے نہ ملے جام ایک بھی
پیرِ مُغاں سے پھر بھی شکایت نہیں مجھے

اب وقت بندگی ہے ابھی رحمتیں نہ بخش
اتنی بھی کیا پڑی ہے کہ عجلت نہیں مجھے

دل اپنا پاک صاف ہے دشمن نہیں کوئی
دُنیا میں یُوں کسی سے عداوت نہیں مجھے

کلیاں چٹک چٹک کے گریں شاخ شاخ سے
اس زندگی و موت سے حیرت نہیں مجھے

جتنے بھی رحمتوں کے بھروسے گناہ کئے
مُنکر نہیں ہوں اُنسے ندامت نہیں مجھے

مسرورؔ فیض یاب ہے تیرے کرم سے جب
سب راز کھولنے کی ہدایت نہیں مجھے!

بھگوان شنکر آچاریہ کرت

از قلم سنت ہری سنگھ جی

سادھن پنچک

گذشتہ سے پیوستہ بسلسلہ کیلئے پرچہ ہندو دھرم انک ۶۷ء دیکھیے صفحہ ۴۶

بتیسواں اُپدیش

जन कृपानैष्ठुर्यमुत्सृज्यताम् ॥

دَیا اُور اَدیا کا بھاؤ چھوڑ دینا چاہیے۔

تشریح:۔ اس میں شک نہیں کہ مُبتدی کے لئے دَیا کا بھاؤ رکھنا اور اَدیا کا چھوڑنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ وُہ اس کے انتہ کرن کے شُدھی کا باعث ہیں۔ مگر ایسے عارف گیانی کے لئے اب انکی چنداں ضرورت نہیں۔ اس کے لئے تو اُلٹے برہم آتم بھاؤ کی برتی کا مسلسل پرواہ ہی اُپیوگی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ان ہر دو بھاؤوں کو مدِ نظر رکھنے سے ادویت آتما والی نظر قائم نہیں رہ سکتی۔ چونکہ دَیا اور اَدیا کا بھاؤ بجز نام رُوپ درشٹی کے نہیں ہوسکتا اس لئے اَستی بھاتی اور پریے یعنی سچدانند آتم برہم کی بھاؤنا کرنے والے مہاتما کو یقیناً اس درشٹی کو چھوڑ دینا ہی ہوگا۔ ورنہ وہ اپنے لکھش کو سدھ نہیں کر سکتا۔ بھگوان گوڑپاد اچاریہ جو ہمارے آچاریہ جی کے دادا گورو تھے اُنہوں نے اپنے مانڈوکیہ کاریکا نام والے گرنتھ میں اس کی پشٹی یُوں کی ہے۔

निस्तुति र्विनमस्कारः निस्सुधाकार एव च।
चलाचल निकेतश्च यतिर्यादृच्छको भवेत्॥ (मा: क: २-३७)

مطلب۔ سنیاسی بھلے ہی اُستتی نمسکار سواہا کار اور سُدھا کار آدی تمام کریاؤں کو چھوڑ کر جیسے مرضی ہو ویسے ہی بچرتا پھرے اُسے کوئی دوش نہیں کیونکہ اُس پر کوئی وید کا شاسن نہیں۔

اسی طرح اپکار اور اُپکار والی نظر گیانوان چھوڑ دے۔ کیونکہ ایسا کرنے پر ہی اس کی نِشٹھا مضبوط اور پختہ ہوسکے گی۔ یہاں اس سادھن پنچک کا چوتھا شلوک ختم ہوتا ہے۔ اب آخری اُپدیش کے باقی ماندہ آٹھ اُپدیش سُنیئے۔

تینتیسواں اُپدیش

एकान्ते सुखमास्यतां॥

اکانت میں سُکھ سے رہنا چاہیے

تشریح:۔ اس میں شک نہیں کہ ندھیاسن کی پری پکتا کے لئے مندرجہ بالا تمام سادھن نہایت ضروری ہیں۔ مگر یہ بھی سمجھنا اوشیک ہے کہ ان سب باتوں کی انوشٹھان بھومی ایکانت دیش ہے۔ جہاں نواس کرکے ہی یہ سب مُمکھشو کے عمل میں آسکتے ہیں۔ ایکانت جگہ پر ہی نواس کرتا ہُوا یہ مُمکھشو آہستہ آہستہ اوپر بتلائے ہوئے سادھنوں کو مضبوط کرتا ہوا آتم ساکھیات کار تک پہنچ جاتا ہے۔ سوائے اس کے ایک سادھن بھی عمل میں نہیں آسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سچے سادھک ہمیشہ دیش کی انوکولتا ہی دیکھا کرتے ہیں۔ سُوکھشم سے سُوکھشم اور پوشیدہ راز پڑھنے سُننے اور سُنانے پر بھی نہیں کُھلتے۔ وُہ فقط ایکانت میں ہی کھلا کرتے ہیں۔ اس لئے مُمکھشو کے

تمام مشکلات کا حل گوشہ نشینی میں ہی ہوا کرتے ہیں۔ بھگوان سری کرشن بھی اسے بھگوت گیتا کے اندر سادھنوں کے پرکرن میں بیان کرتے ہیں۔ विविक्त देश सेवित्वं (भ:गा: १३-१०) अरति: जन संसदि (गा: १३-१०) یعنی ایکانت دیش کا سیون اور جن سمدائے سے ویراگ۔ یہ یہاں سادھن ایشور پراپتی کے اندر ہیں۔ اس لئے ممکھشو سادھک کو چاہیئے کہ جس قدر بھی سمے ملے اُسے ایکانت میں ہی لگاوے۔

چونتیسواں اُپدیش परतरि चेत: समाचीयतां پربرہم میں چت کو جوڑنا چاہیئے۔

تشریح:۔ ندھیاسن کی رکھشا میں اُپیوگی کئی ایک سادھنوں کو بیان کرکے اب ٹھیک ندھیاسن کو ہی جو کہ آتم ساکھیات کا رکا اتی انتر نگ سادھن ہے بتلاتے ہیں۔ ندھیاسن کرتے ہوئے ممکھشو نے اناتم کار تمام برتیوں کا تیاگ کرکے آتماکار برتی کا مسلسل پرواہ کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ اُس کا آچاریہ جی انت میں اُپدیش کرتے ہیں کہ ممکھشو کو پربرہم میں چت جوڑنا چاہیئے۔ مگر " मनो वै अनन्तं " اس بر ہدارنیک شرتی کے مطابق من کی اننت برتی ہیں۔ اس لئے چت کی برتی کو کیونکر پرماتما میں جوڑا جاوے تو اس کے لئے جان لو کہ گو من کی برتیوں کا شمار نہیں تو بھی بھگوان پتنجلی نے انہیں صرف پانچ قسم میں ہی ورنن کیا ہے۔ چنانچہ وہ ہیں کھشپت۔ موڑھ۔ وکھشپت۔ ایکاگر۔ اور نرودھ۔ ان میں بھی کھشپت اور موڑھ اوڈیا کی تموگنی برتیاں ہیں۔ وکھشپت اسی مایا کی رجو برتی ہے مگر ایکاگر اور نرودھ تو شدھ مایا کی ساتکی برتیاں ہیں۔ انہیں ہی موڑھ۔ گھور۔ اور شانت کے نام سے ویدانت شاستر میں پکارا ہے۔ وہاں موڑھ مایا کے تموگن کا کاریہ ہے۔ گھور رجوگن کا اور شانت ستوگن کا۔ یُوں ان پانچوں یا تین کو چھوڑ کر اور برتی نہیں۔ اب انکی نسبت اور بھی جاننا چاہیئے۔ آتمیت گرے ہوئے اور گرہست انتہ کرن میں تموگن مایا کی کھشپت اور موڑھ برتیاں ہی ہمیشہ اُدے ہوتی رہتی ہیں۔ چنانچہ جہاں ان کا سامراجیہ ہوتا ہے وہاں۔ ندرا۔ آلس۔ پرماد۔ شوک اور موہ وغیرہ اس جیو کے اندر ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن جہاں چت کی چنچلتا سے وکھشپت برتی کا پرواہ چلتا ہے۔ وہاں وشیوں کی ترشنا کام۔ لالچ یہ گن پردھان ہوتے ہیں۔ مگر جہاں وویک اور ویراگیہ سے چت کی ایکاگرتا یا نرودھ ہوتا ہے۔ وہاں تمام دیوی سمپتی کے شم۔ دم آدی سادھن اُدے ہوتے ہیں۔ یُوں موڑھ۔ گھور۔ اور شانت چت کی برتیوں سے اننت خیالات کو صرف ان تین کے اندر ہی اکٹھا کیا جاتا ہے۔ یہ تین ہی اننت ہو کر پرانی کے انتہ کرن میں پُورب سنسکاروں کے انوسار پھرتی رہتی ہیں۔ اس لئے ان کا نرودھ نہایت مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن آچاریہ جی کا مطلب پربرہم میں چت کو جوڑنے کا صرف اتنا ہے کہ یہ ممکھشو چت سے کھشپت موڑھ اور وکھشپت ان تینوں قسم کی برتیوں کو ابھیاس سے بالکل نکال دیوے فقط چت کی اکاگر برتی رہنی چاہیئے۔ ہاں اگر اس شغل سے وہ برتی بھی نرودھ ہو جاوے تو اور بھی اچھا ہے۔ اور یہی آخری حالت ہے۔ اسی حالت میں پرماتما کا آتم رُوپ سے ساکھیات کار ہو جاتا ہے۔ اور یہی ہے اس ابھیاس سے مطلوب۔

پینتیسواں اُپدیش पूर्णात्मा सुसमीक्ष्यतां پورن آتما دیکھنا چاہیئے۔

تشریح:۔ یہاں تک ہی اس ممکھشو کو کرتویہ تھا۔ اس لئے اس کے بعد کسی قسم کا اُپدیش باقی نہیں رہتا۔ تو بھی کچھ مزید

جاننے کی ضرورت ہے۔ چونکہ اس سمادھی کی حالت میں کوئی بھی دھیان نشٹھ پرش ہمیشہ کے لئے نہیں رہ سکتا اور اُسے اس حالت سے اُتارنے کے سامان بھی جنہیں پراربدھ کرم کہنا چاہیئے۔ موجود ہیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ اس حالت سے یہ اُتر پرے مگر سوال ہوتا ہے کہ اُتر کر پھر کیسی درشٹی رکھے۔ تو اس کے جواب میں آچاریہ جی کا یہ اُپدیش ہے کہ اُسے پری پورن آتما ہی دیکھنا چاہیئے۔ بھاو یہ ہے کہ جیسے آتما کا اُس نے سمادھی کی حالت میں ساکھیات کار کیا ہے۔ اُسے ہی اپنے دائیں بائیں آگے پیچھے اندر باہر یکساں پورن جاننا چاہیئے۔ یوں ہی اس کی پورن درشٹی ہوگی اور ایسا کرنے پر اُسے سمادھی اور اُتھان کا کچھ فرق نہ رہے گا۔ ازاں بعد پھر وہ سمادھی کرے یا نہ کرے اُسے دونوں حالتیں ایک جیسی ہیں۔ بلکہ اس پورن نگاہ کو ہی ملحوظ میں رکھتے ہوئے ہمارے پراچین رشی مہرشی تمام وِوہاروں میں ورتتے ہوئے بھی نرلیپ رہتے تھے۔

چھتیسواں اُپدیش

जगदिदं तद्बाधितं दृश्यतां

نمام جگت کو اُس میں بادھت دیکھنا چاہیئے۔

تشریح:۔ اب یہاں پھر یہ پرشن ہوتا ہے۔ کہ جہاں نام اور رُوپ مے جگت کی پرتیتی بھی پہلو بہ پہلو موجود ہے وہاں یہ گیانی کیونکر پورن آتما کو دیکھ سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سمادھی کی حالت میں اُسے پربرہم آتما میں چت برتی کو لگانا اور اُس سے تمام جگت کو بھول جانا ممکن ہو سکتا ہے۔ مگر بعد ٹوٹنے سمادھی کے یعنی اُتھان کال میں جبکہ لاانتہا اسم وصورت کے موجود ہیں۔ وہاں ایسی استھتی میں کیونکر سرب آتم بھاؤنا کا قیاس کیا جاسکتا ہے۔ تو اس کا یہی جواب ہے۔ کہ برہم گیانی اُس پورن پربرہم آتما میں نام اور شکل والے سارے جگت کو بادھت یعنی متھیا دیکھے۔ یہی آچاریہ جی کہتے ہیں۔ چنانچہ اسے اس مثال سے سمجھیئے۔ جس طرح پانی کے ادویت اپروکھش گیان ہو جانے پر لہروں کی انیکتا سے دانا کو انیکتا کا بھرم نہیں ہوتا ویسے ہی اس گیانی مہاپرش کو بھی جہاں اُسے ادویت آتما کا اپروکھش گیان ہوتا ہے۔ وہاں نام رُوپ کی پرتیتی ہونے پر بھی ادویت آتم گیان جُوں کا توں بنا رہتا ہے۔ اور اس میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ یوں ان ہر دو حالتوں میں اپنی مرضی کے مطابق ورتتا ہوا جملہ دُندوں سے انیت ہو کر جیون مُکت ہو جاتا ہے۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ ایسا انسان جیون مُکت ہو کر کرتیہ کرتیہ اور کرتارتھ ہو جاتا ہے۔ مگر اس گیان کی حالت سے پیشتر نیز اس جنم سے پہلے بھی انیک شُبھ اور اشُبھ کرم جو اس نے انیک جنموں کے اندر کئے ہیں۔ وہ بغیر بھوگ دیئے کہاں جاویں گے۔ اور جب تک اُنکا درست تصفیہ نہ ہو جاوے اس گیان وان کی جیون مُکتی مان کر بھی ودیہہ مُکتی میں شک ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس سب دوسنھا کے لئے ہمارے آچاریہ جی اگلے تین اُپدیشوں میں اس کا نہایت اعلیٰ حل تبلاتے ہیں۔

اگرچہ اس سنسار میں کرم اننت ہیں۔ اُنکا پار پایا نہیں جاتا۔ تو بھی وہ جملہ تین ہی قسم کے ہیں۔ یا تو وہ سنچت ہیں یا آگامی اور یا پراربدھ۔ مگر انہیں بھی اچھی طرح سے سمجھ لو۔ سنچت وہ کرم ہیں جنہیں یہ جیو انادی کال سے انیک جنموں میں اکٹھا کر آیا ہے۔ چونکہ وہ سب الیشور میں جمع رہتے ہیں۔ اسلئے اُنہیں سنچت کرم کہا گیا ہے۔ لیکن غور کی نگاہ سے اگر دیکھا جاوے تو انکے ہی اندر باقی دونوں قسم کے کرم بھی آجاتے ہیں۔ تاہم ان کے اندر ہی جو کرموں کا حصّہ اس جنم کے اندر بھوگ دینے کے لئے مخصوص کیا جاتا

وہ پرار بدھ کرم کہلاتا ہے۔ اور آگامی کرم تو وہ کرم کہلاتے ہیں۔ جنہیں بعد اختیار کرنے جسم کے یہ کرتا ہے۔ یعنی جو نئے کرم کہلاتے ہیں۔ یوں یہ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اب انکی نسبت آچاریہ جی اُس ودوان کے سمبندھ میں ایک ایک کر کے بیان کرتے ہیں۔

سینتیسواں اُپدیش प्राक कर्म प्रविलाप्यतां سنچت کرموں کو لین کر دینا چاہیئے۔

تشریح:۔ پہلے کئے ہوئے جملہ کرموں کو لین کر دینا چاہیئے! ایسا آچاریہ جی کہتے ہیں مگر انہیں کہاں لین کیا جاوے۔ یہ ایک بات قابل غور ہے۔ لیکن اس کا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ انہیں برہم گیان کی اگنی میں لین کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ صرف کہن ماتر ہے کیونکہ یہ آگ میں بھوس کی مانند برہم ودّیا کی آگ میں خود بخود جل جاتے ہیں۔ بھگوت گیتا میں انکی نسبت صاف دکھلایا بھی ہے کہ پھلوں کے سہت یہ جملہ کرم گیان میں جا کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ یہ شلوک ہے۔

सर्व कर्म अखिलं पार्थ ज्ञाने परि समाप्यते ॥ गी:- ४-३३

وہاں ہی اور جگہ بھی کہا ہے۔

ज्ञानाग्नि सर्व कर्माणि भस्मात कुरुते तथा - गी: ४-३६ "

ارتھات جیسے لکڑیوں کے انبار کو آگ لگا دینے پر وہ جل کر بھسم ہو جاتا ہے۔ یوں گیان کی آگ سے اس ودوان کے تمام سنچت کرم جل جاتے ہیں۔

اڑتیسواں اُپدیش नाप्युत्तरैः श्लिष्यतां آگامی کرموں کو سپرش نہ کرنا چاہیئے۔

تشریح:۔ اب اس اُپدیش میں آگامی کرموں کی نسبت کہا گیا ہے۔ آگامی کرم جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ وہ کرم ہیں۔ جنہیں بعد اختیار کرنے آدمی اہنکار پور بک کرتا ہے۔ لیکن گیانی جیون مکت کے چونکہ کرموں میں ابھمان نہیں رہتا۔ نیز اُسے کرم پھل میں ترشنا بھی نہیں۔ لہٰذا اُسے کسی کرم کا بندھن نہیں رہتا۔ چونکہ یہ عدل نیم ہے۔ جو کرتا ہے وہی بھوگتا ہے۔ برہم گیانی جو عدل سے نکل کر فضل میں داخل ہو چکا ہے۔ چونکہ جو کچھ کرتا ہے اسلئے نہ ہی اُن کے پھلوں کو بھوگتا ہے۔ بلکہ آپکو تمام کرموں سے الگ اسنگ اُداسین درشٹا اور ساکھشی چیتن ماتر جانتا ہے۔ یہی آچاریہ جی کا منشا ہے کہ آگامی کرموں سے گیانوان کو پرش نہ کرنا چاہیئے۔ اب اس کے بعد پرار بدھ کرموں کی نسبت بھی اگلے اُپدیش میں کہتے ہیں۔

प्रारब्धंत्विह भुज्यताम् ॥ اُنتالیسواں اُپدیش

پرار بدھ کرموں کو تو یہاں ہی بھوگنا چاہیئے۔

تشریح:۔ پرار بدھ کرم جن کی بھوگ بغیر نورتی ہوتی ہی نہیں جیسا کہ اوپر ہم اٹھائیسویں اُپدیش میں دکھلا آئے ہیں۔ آچاریہ جی فرمائش کرتے ہیں۔ کہ اسے تو یہاں ہی بھوگنا چاہیئے۔ اس اُپدیش سے فقط اتنا ہی مطلب ہے کہ ودوان گیانی ایسا یقین کرے کہ اس کی نورتی بھوگنے سے ہی ہوگی۔ لہٰذا اس کی نورتی کے لئے کوئی خاص کوشش نہ کرے۔ بلکہ اس یقین سے ہی اچھے بُرے کرم کا بھوگ اُداسین ہو کر بھوگ لیوے اور جملہ ووہار پرار بدھ پر ہی چھوڑ دیوے۔ یوں ہی اس کی شانتی بنی رہے گی۔

اور یہ جیون مکتی کا وِلکھشن سُکھ بھی انو بھو کرتا رہے گا۔

اس پرکار ہی یہ گیانی پُرش تینوں قسم کے کرموں سے الگ رہتا ہوا جب تک پراربدھ کرم سے اس کا یہ جسم ہیولا کھڑا رہتا ہے اور یہ پورن سُکھ اور شانتی کو انوبھو کرتا ہے۔ اور بعد گرنے اس کے نروان پد کو جسے ویدانت پری بھاشا میں ودیہہ مکتی کہتے ہیں۔ پراپت کر لیتا ہے پس وہ سوال جو اوپر کیا گیا تھا کہ انت اور اپار کرموں کی ..... موجودگی میں اُسے موکھش کیونکر ہوگی پوری طرح سے حل ہوتا ہے۔

اب آخری اُپدیش جس کے بعد بھگوان شنکر آچاریہ جی مہاراج تمام شش منڈل کو اُپدیش دیکر اپنے نج دھام کیلاش میں پدھار گئے تھے اُسے سُنئے۔

अथ परब्रह्मात्मनास्थीयतां ॥

چالیسواں اُپدیش

پر برھم رُوپ سے نِشٹھا کرنی چاہئے۔

تشریح:۔ پرماتما رُوپ سے ہی نشٹھا کرنی چاہئے۔ یہی آچاریہ جی کا آخری اُپدیش ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ ایسا جیون مکت پرش کسی حالت میں بھی اس نشٹھا سے نیچے نہ اُترے۔ بلکہ ہر وقت اپنے کو پرماتم رُوپ ہی جانتا رہے۔ اس میں شک نہیں کہ وِوہارک استھتی میں جب تک کہ پراربدھ کرم اس کے باقی ہیں اسے اس نشٹھا سے اُتارنے کے ممکنات بھی ہیں تاہم اُس پر لازم ہے کہ وہ ہمیشہ اس نشٹھا میں محو رہے۔ چنانچہ جن کا اس قسم کا شغل رات دن چلتا رہتا ہے۔ ایسے مہاپُرش ہی گیان کی اعلیٰ بھومکا پدارتھ ابھاونی اور تُریا میں چلے جاتے ہیں۔ اور اُن کی کبھی بھی برتی سرُوپ سے باہر نہیں ہوتی۔ یہی اس منش جیون کے اندر اعلیٰ اور آخری حالت ہے جسے پراپت کر کے وہ لوگ اپنے مانو جنم کو سپھل کر لیتے ہیں۔ اور پرماتما میں مل کر پرماتم رُوپ ہی ہو جاتے ہیں۔ بس یہی تھا مطلوب۔

ناظرین بھگوان شری شنکر آچاریہ جی اس طرح اُپدیش دے کر اپنے شِولوک کو چلے گئے اور دُنیا بھر کے اندر اس وید وِدّیا کا ڈنکا بجا گئے۔ کہ جنہیں دُنیا آج تک یاد کرتی ہے اور جس کا ثانی پھر اس بھومی پر پیدا نہیں ہوا۔

سجنوں! یہ ہے ہمارے ہندو دھرم کی بڑھتی عظمت اور بزرگی جسے ہم نے بھگوان شنکر آچاریہ جی کے مختصر جیون حالات کے اندر نیز اُن کے بخشے ہوئے اس سادھن پنچک کی تشریح میں قلمبند کیا ہے۔ ہمارے پاٹھک اگر ان جملہ اُپدیشوں کو ایک ایک کر کے بغور دیکھیں گے تو یہ بات بخوبی پائیں گے کہ کس دانائی اور خوبصورتی سے ہمارے پوجیہ آچاریہ جی مہاراج نے وید کے سوادھیائے نیز ویدوکت کرم انوشٹھان اور ایشور پرستی سے شروع کر کے آخر پر برہم رُوپ سے اوستھان اور پرماتم نشٹھا میں اسے ختم کیا ہے۔ اس لئے ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ہندو دھرم کی مثال اس دُنیا کے اندر نہیں ہے۔ جس طرح سمندر اور آکاش اپنی مثال آپ ہیں۔ اُسی طرح ہندو دھرم بھی بس ہندو دھرم کے ہی سدرشیہ ہے۔ اس کا سجاتی دوسرا دھرم جگت کے اندر ہے ہی نہیں اس کی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ ورن آشرم دھرم دوستھا بجز ہندو دھرم کہیں نہیں ملتی۔ اس میں شک نہیں کہ سمان دھرموں کا نروپن اور اور مذاہب کے اندر بھی

پھر نہ کچھ دکھائی دیتا ہے۔ مگر جان لو کہ وہاں بھی اسی کی چھایہ اور پرتو ہے ورنہ وہ دھرم بذات خود کچھ بھی وقعت نہیں رکھتے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ دھرم سب سے افضل پاک اور بالاتر ہے۔ اس کی شرن میں آجاؤ۔ اور اس میں تبلائے ہوئے تمام دھرموں کو اپناؤ۔ تاکہ تمہیں بھی نقد نجات حاصل ہو اور تمہارا جنم سپھل ہو۔

اوم شری شو آرپنم استو ۔ اوم شانتی شانتی شانتی

مُرلی منوہر۔ بھگوان کرشن چندر مہاراج (از روشن پٹیالوی)

تھے گمراہوں کے حق میں کرشن جی اِک رہبرِ کامل
انہوں نے قوم کو نغمہ سنایا زندگانی کا
نکالا سازِ ہستی سے اچھوتا نغمۂ راحت
ہمارے دِل منوّر کردیئے نورِ رفاقت سے
انہوں نے ہمکو بھر بھر کر دیئے جامِ مئے عرفاں
زمانے میں وہ اوصافِ حمیدہ کا تھے مجموعہ
جو تھے مظلوم و بیکس اُن کی آکر دستگیری کی
وفا کی بربطِ دل پر سُنائی راگنی پیاری
وہ نفرت کے عدو تھے اور شیدائے محبت تھے
پیامِ راستی ہر گوشۂ عالم میں پہنچایا
نیا احساس دبیداری جگانے کیلئے آئے
بچایا ہمکو ہر آفت سے ظلم و بربریت سے
ضیائے راستی سے بزمِ دُنیا کو کیا روشن

اُنہوں نے ہی دکھائی آدمیت کی ہمیں منزل
زمانہ معترف ہے آج اِن کی مہربانی کا
ہوئی کافور جس سے قوم کے افراد کی کلفت
ہمیں پھر آگہی بخشی رموزِ آدمیت سے
کئے بیدار اہلِ قوم کے سوئے ہوئے ارماں
وہ مخزن تھے حقیقت کا۔ وہ معدن تھے صداقت کا
برائے قوم انہوں نے وقف کردی زندگی اپنی
کیا پیدا انہوں نے پھر سے احساسِ وطن داری
علمبردارِ حق تھے، آشنائے رازِ وحدت تھے
ہوئے سُنکر جسے مسحُور انہوں نے راگ وہ گایا
محبّت کا ہمیں نغمہ سُنانے کے لئے آئے
اُٹھایا پردۂ اوہام ذہنِ آدمیت سے
ہر اِک انسان کے دِلکو بنایا پریم کا مسکن

ورن آشرم

پُر آشوب دُنیا کی مصائب کا واحد علاج

چار مقدم ذاتیں :- برہمن، کھشتری، ویش، شودر،

(از قلم دیوان پنڈی داس جی چوپڑہ بی۔ اے۔ نئی دہلی)

آج دُنیا پر مادی تہذیب کا تسلط ہے۔ اس مادی تہذیب کے زیر اثر آئے دن عظیم طوفان و انقلاب واقع ہو رہے ہیں۔ پروانہ کی طرح انسان اس تہذیب کی ظاہری چمک کی طرف دوڑتا ہے، اور اس میں جل کر سیاہ خاک ہو جاتا ہے۔ تاہم چونکہ سُکھ کیلئے تڑپ انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ اس مہلک تہذیب کے زیر اثر بھی وہ نت نئی تھیوریاں قائم کرتا ہے، اور شانتی و امن کے حصول کے لئے نت نئے نظام اختراع کرتا رہتا ہے۔ پھر بھی نتیجہ ہر حالت میں تباہی و تشویش ہی ہوتا ہے۔ سوسائٹی میں امن و راحت کے قیام کی خاطر یوروپ میں انسان نے کئی قسم کا طرز حکومت قائم کیا، پھر بھی آج تک جمہور (عوام) کو کبھی جگہ سُکھ نصیب نہ ہوا۔ فاسزم، نازی ازم، کمیونزم، وغیرہ کسی کو بھی اپنے مقصد میں کامیابی نہ نصیب نہ ہوئی۔ اور حضرت انسان آرام و امن کی تلاش میں مرگ تر شنا ہی رہا، اور کسی مذہب، کسی فلسفہ اور کسی طرز حکومت نے اس کی رہنمائی و مدد نہ کی۔

درحقیقت موجودہ مغربی تہذیب کی بُنیاد سائنس کی ترقی پر ہے۔ تعلیم کی اشاعت پر ہے، حقوق کے لئے جدّوجہد پر ہے۔ نفسا نفسی پر ہے، نفس پرستی پر ہے۔ لیکن سائنس بذات خود اندھی ہے، یہ ایک عظیم و مہیب طاقت ہے۔ جو کہ اخلاقی و روحانی رہنمائی کے بغیر انسان کو صرف تباہ ہی کر سکتی ہے، تعلیم ایک روشنی ہے، جو کہ دھارمک رہنمائی کے بغیر انسان کی آنکھوں کو خیرہ ہی کر سکتی ہے، صرف حقوق کے لئے جد و جہد (بغیر کسی فرض کے احساس کے) دُنیا میں ہمیشہ عالمگیر تباہی کا منظر ہی پیدا کر سکتی ہے۔ نفسا نفسی (صرف اپنے لئے جینا) سوسائٹی کی خودکشی کے سامان ہی پیدا کر سکتا ہے اور نفس پرستی سے انسانی ذات کی ہلاکت ہی ہو سکتی ہے۔

اب اس مہلک، مادی تہذیب کے اثرات کا علاج اگر ہے، تو صرف ہندو دھرم کے پاس ہی ہے۔ لیکن وائے افسوس آج ہندو قوم خود اپنے پراچین آدرش سے گر چکی ہے، خود چاہِ ذلالت میں پڑی ہے۔ خود خوار و ذلیل ہے۔ یہ اپنے دھرم کو تیاگ چکی ہے۔ دھرم اسے تیاگ چکا ہے۔ یہ بدقسمت قوم آج خود اپنی مدد آپ نہیں کر سکتی ہے، یہ دُنیا کو مشعل ہدایت کیا دیگی۔

خراب ہے ہندوؤں کی حالت زمانہ بالکل بدل گیا ہے
نہ دھرم وہ ہے نہ کرم وہ ہے نہ صدق وہ ہے نہ وہ وفا ہے
نہ شاستر کا ہے شوق باقی نہ گیان کا نام اور پتہ ہے
مرض لگا اپنی جان کا وہ علاج اس کا نہ کچھ دوا ہے

نہ کرم باقی نہ دھرم باقی نہ ہم میں پہلا وہ گیان باقی
نہ یم پرانے نہ نیم باقی نہ یوگ باقی نہ دھیان باقی
نہ جسم میں تاب اور تواں ہے نہ جان میں آہ جان باقی
رہا یہی حال تو رہے گا نہ اپنا نام و نشان باقی

نئے خیالوں پہ ہم ہیں مفتوں قدیم آثار چھوڑ بیٹھے
پرانے رسم و رواج اپنے غضب ہے یکبار چھوڑ بیٹھے
صدف کے لینے کو یوں جھکے ہم کہ دُرِّ شہوار چھوڑ بیٹھے
غلط ہے ہم کو کہے جو ہندو ہم اپنے آچار چھوڑ بیٹھے

پڑھی نہیں دھرم کی کتابیں کچھ اور ہی راگ گا رہے ہیں
نہیں پڑھے وید اور پوران کچھ اور ہی پڑھ پڑھا رہے ہیں
نہ شاستر کا وقوف کچھ بھی مگر قیامت مچا رہے ہیں
سب اپنی ڈیڑھ اینٹ کی غرضیکہ جدا ہی مسجد بنا رہے ہیں

لیکن ہندو قوم کی یہ تمام گردش افلاک اُس کے اپنے ہی کرموں کا نتیجہ ہے، پراچین رشیوں نے دھرم کی بنیاد جن اُصولوں پر رکھی تھی ہندو قوم اُن اُصولوں کو فراموش کر چکی ہے، لیکن آج بھی ان کی تمام مصیبتوں کا علاج اور انسانی سلامتی کا نسخہ ہندو دھرم کے پاس ہی موجود ہے۔ لہٰذا سب سے زیادہ ہندوؤں کا فرض ہے کہ وہ پہلے خود مضبوط بنیں، پراچین رشیوں کی تعلیم کے مطابق پہلے خود اپنی قوم کا سنگھٹن کریں، پہلے خود چاہِ ذلالت سے نکلیں پھر ہی دُنیا ہندو دھرم کے مخصوص پیغام کو سُننے کی طرف مائل ہو سکتی ہے، صرف اسی صورت میں یہ پُر آشوب دنیا رشیوں کے "تجربات" سے فیضیاب ہو سکتی ہے۔

ہندو دھرم انسانی سوسائیٹی کے نظام و مستقل امن کے لئے مکمل سکیم پیش کرتا ہے۔ اور یہ سکیم ہندو دھرم کے وَرن آشرم میں مضمر ہے۔ چونکہ بدقسمتی سے کل یُگ میں اس وَرن آشرم میں بہت سی قباحتیں و بدعتیں شامل ہو گئی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس کی خوبیوں کو سمجھنے کے لئے اس کے ابتدائی و بنیادی اُصولوں کا مطالعہ کریں اور رفتار زمانہ کی وجہ سے جو عیوب اس میں داخل ہو گئے ہیں۔ انہیں اس کے مقدم اُصولوں سے تمیز کریں۔ کیونکہ اس سنستھا کے بنیادی اصول انسانی فطرت کا حصّہ ہیں، اس لئے کسی نہ کسی شکل میں ہر زمانہ میں، ہر تہذیب میں ہر قوم ہمیشہ سے ان اصولوں پر عمل پیرا ہوتی آئی ہے لیکن سناتن ہندو دھرم کی مخصوص فضیلت یہ ہے، کہ یہ دھرم ہر مقصد کے لئے ایک باقاعدہ مکمل و جامع سکیم پیش کرتا ہے۔ چنانچہ ورن آشرم کی یہی مکمل سکیم ہندو دھرم کا مخصوص و نمایاں پہلو ہے۔

پہلی و ابتدائی منزل ہر جیو کی بچپن کی منزل ہے، یہ حصّہ عمر شاگردی کا ہے، مطالعہ و سیوا اس منزل کی بڑی و ضروری خوبیاں ہیں، اس حصّہ عمر میں ذمہ داریاں بہت ہی کم ہوتی ہیں، جیو کی زندگی کی دوسری منزل شباب (جوانی) کی ہے، اس منزل پر انسان دنیاوی کاروبار میں مشغول ہوتا ہے، اور خانہ داری کی ذمہ داریوں کا حامل ہوتا ہے، دھن اکٹر کرتا ہے، اور دُنیاوی سُکھ کے دیگر اسباب فراہم کرتا ہے، اور اپنے بچّوں کی تعلیم و تربیت کے انتظامات کرتا ہے۔ تیسری منزل (ڈھلتی جوانی) پر وہ قومی ذمہ داریوں کا بوجھ اُٹھاتا ہے۔ اور اپنے ذاتی اغراض کو قومی مفاد کے تابع کر دیتا ہے۔ چوتھی منزل پر وہ محسوس کرتا ہے۔ کہ جملہ دُنیوی اسباب و جاہ و حشمت و مال و متاع دراصل ہیچ ہیں۔ بے حقیقت ہیں۔ ؎

این ہمہ ہیچ است چوں مے بگذارد   بخت و تخت و امر و نہی و گیر و دار

یہ چاروں منزل ہر فرد واحد کی ایک شخصی زندگی میں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح سے ایک شخصی عرصہ حیات کو نظرانداز کر کے ایک جیو کے جنم جنمانتر کے سلسلہ کا خیال کیا جاوے تو ہر جیو پر مجموعی چکر یعنی سلسلہ آواگون میں چار ہی منزلیں آتی ہیں، اور

ہندو دھرم کی خاص خوبی یہ ہے۔ کہ اس دہرم نے ان منزلوں کو سوسائٹی کے نظام و امن کے قیام کے لئے ایک مکمل و جامع سکیم کی شکل میں یکجا کر دیا ہے۔ چنانچہ پہلی منزل پر ہر انسان شوُدر ہوتا ہے۔ اس ابتدائی منزل پر اسکی ذمہ داریاں بہت ہی کم ہوتی ہیں۔ اور مقابلتاً حقوق بھی بہت کم حاصل ہوتے ہیں، شوُدر کا سب سے بڑا دھرم سیوا ہے، خدمت تابعداری محنت، صرف ان ہی خوبیوں پر عمل پیرا ہونے سے وہ اگلی منزل کے مستحق (ادھکاری) ہو سکتے ہیں، دوسری منزل ویش کی ہے جو کہ مکمل خانہ داری کی منزل ہے۔ اس خانہ داری پر ہی تمام قومی زندگی کا انحصار ہے، ویش کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس رکھے۔ بالکل بے غرض ہو۔ مال و دولت کے درمیان رہتا ہوا کبھی جاہ و حشمت سے لبا ئمان نہ ہووے، ویش کا دھرم محنت، دور اندیشی، سخاوت، و تدبر وغیرہ ہیں، تیسری منزل کھشتری کی ہے۔ جنگ اور حکمرانی کھشتریوں کا کام ہے کھشتری ہمیشہ سوسائٹی کے نظام و حفاظت کا ضامن ہونا چاہئے۔ اس کا فرض ہے کہ اپنی تمام لیاقت نشکام طریقہ سے صرف قومی ترقی میں صرف کرے۔ اور جب کبھی قوم کی ضرورت کا مطالبہ ہووے وہ قوم کی خاطر اپنی جان قربان کرنے میں بھی دریغ نہ کرے کھشتری کی خوبیاں (دھرم) سخاوت، طاقت، عالی حوصلگی، حکمرانی، خود ضبطی وغیرہ ہیں، چوتھی منزل برہمن کی ہے، برہمن گورو اور مذہبی پیشوا ہے۔ برہمن پر سب سے زیادہ بوجھل ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ تاکہ وہ اپنی مثال سے سوسائٹی کو رُوحانی و اخلاقی طور پر پوتر کر سکے۔ برہمن کے دل و دماغ میں جاہ و حشمت مال و متاع، حکمرانی کے لئے کوئی جگہ نہ ہونی چاہئے، صرف سوادھیائے، گیان۔ دھیان اور شاستر چرچا ہی اس کے فرائض ہیں، برہمن تمام بنی نوع انسان کی پشت پناہ ہے، وہ ہر حال میں انسانی بہبودی و فلاح کا نگراں اور ہر حال میں اُن کا ممد و معاون۔ برہمن کا دھرم کشما، سنتوش، پوترتا، ایثار نفسی وغیرہ ہیں، چنانچہ جیسے جیسے گنوں سے کوئی جیو متصف ہو وہ اسی ورن سے متعلق ہونا چاہئے۔ اسوقت صرف یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ ایسا "ہونا چاہئے" کیونکہ اس وقت خود بھارت ورش میں یہ ورن بہت مخلوط ہو گئے ہیں کوئی بھی اپنے دھرم پر قائم نہیں رہا۔ غرضیکہ مندرجہ بالا خوبیاں ہی ہر ورن کا اپنا اپنا دھرم تھیں جو کہ بد قسمتی سے اب تقریباً محو ہو چکی ہیں۔ دُنیا میں مزدور (جسمانی محنت سے روزی کمانے والا) شوُدر جماعت سے ہے، اور صنعت و حرفت کے اجارے دار، سرمایہ دار، بنکوں کے مالک، زراعت پیشہ اصحاب اور تاجران ویش ہیں، قانون سازان، فوج و جنگ سے تعلق رکھنے والے، مدبران و سیاست دان کھشتری ہیں، مدرسین، یونیورسٹیوں کے پروفیسران و فلاسفر و رہبران دین براہمن ہیں، جنم جنمانتر کے طویل سلسلہ میں ہر جیو آتما پر یہ چار منازل آتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اب کل یگ میں یہ چاروں منزلیں درہم برہم اور مخلوط ہو گئی ہیں، ان چاروں میں باہمی کوئی مطابقت یا نظام نہیں رہا ہے، اس وقت کوئی فرد واحد اپنے ذاتی مفاد کو سوسائٹی کے مجموعی مفاد کے تابع نہیں کرتا ہے بلکہ ہر فرد واحد سوسائٹی سے بر سر پیکار ہے ہر جگہ سوسائٹی کا شیرازہ بکھر رہا ہے، اور انسان خود ہی اپنا سب سے بڑا دشمن ثابت ہو رہا ہے۔

پراچین وَرن آشرم کی تہ میں ایک ہی اصول تھا۔ کہ جوں جوں ادنیٰ منزل سے ترقی کرتے کرتے انسان اعلیٰ منزل میں داخل ہوتا تھا، اسکی ذات و شخصی آزادی محدود ہوتی جاتی تھی، اور اس کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ چنانچہ شوُدر کی زندگی میں بہت ہی کم ذمہ داریاں تھیں اس کے کھان پان، تفریح، رہائش و طرز روزی کے متعلق بہت ہی کم ذمہ داریاں تھیں،

وہ ہر جگہ جا سکتا اور ہر کام کر سکتا تھا، ویش پر تجارتی زندگی کا بوجھ ہوتا تھا، تاکہ وہ دھن اکٹھا کر کے نشکام طریقہ سے اور فراخدلی سے پبلک سنستھاؤں کو چلا سکے، اور رفاہ عام کر سکے، کھشتری پر حکمرانی کے فرائض ضروری تھے۔ ملک کی جان و مال کی حفاظت اور قومی مصائب کا تدارک اس کا دھرم تھے، سب سے زیادہ بوجھ براہمن کے کندھوں پر ہوتا تھا، اُسکی زندگی تپسیا اور ریاضت کی زندگی تھی، گویا جوں جوں جیو ترقی کرتا جاتا تھا، اسکی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ اور اس ترقی کے ساتھ ساتھ اسکا ہمیشہ دھرم تھا، کہ وہ ذاتی مفاد و اغراض کو سوسائٹی کے مجموعی مفاد و مقاصد کے تابع کرتا چلا جاوے، اس میں کسی منزل پر ابھمان پیدا نہ ہووے اور کبھی اپنے آپ کو دوسروں سے افضل اور برتر خیال نہ کرے، اب یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا، فرائض اور ذمہ داریاں (جو کہ ہر ورن کے دھرم کا اصل اصول تھیں) کا احساس روز بروز کم ہوتا گیا۔ اور صرف ذاتی برتری و فضیلت کا خیال ان کی جگہ جاگزیں ہوتا گیا، یہی امر ہماری گراوٹ اور ہندو دھرم کے ذلیل ہونے کا کارن ہوا، منو مہاراج لکھتے ہیں، عزت اور سنمان سے براہمن کو ایسا ڈرنا چاہئے، جیسے کہ آدمی زہر سے ڈرتا ہے۔ بلکہ اُسے آبحیات کی طرح بے عزتی کی خواہش رکھنی چاہئے۔"

میرے خیال میں اس جگہ ورن آشرم دھرم و مقاصد کے متعلق شرتی و سمرتی کے چند حوالجات پیش کرنا مناسب ہوگا۔ چنانچہ بھگوان کرشن گیتا میں فرماتے ہیں۔ "یہ چاروں ورن گن اور کرم کی تقسیم سے مجھ سے ہی پیدا ہوتے ہیں تو مجھے ہی ان کا کرتا جان" پھر رگ وید میں آیا ہے، "برہمن ایشور کے مُکھ سے پیدا ہوئے، کھشتری اسکی بھجائیں ہیں، ویش اس کی جانگھیں ہیں، اور شودر اس کے پاؤں سے نکلے ہیں،" گویا برہمانڈ یعنی نظام عالم کے لئے یکساں طور پر چاروں ضروری ہیں، سب اُسی ذات واحد کے مظہر ہیں۔ کوئی اونچ نیچ روحانی نکتہ خیال سے نہیں ہے۔ اور سب کا مقصد واحد صرف نظام کا قیام ہے، اب سری کرشن بھگوت گیتا میں چاروں ورنوں کے مخصوص دھرموں کا بیان اس طرح فرماتے ہیں، "اے دشمنوں کو غمزدہ کرنے والے! اپنی اپنی فطرت و سرشت کے مطابق گنوں کی بنا پر برہمن، کھشتری، ویش اور شودر کی تقسیم ہوئی ہے، شانتی، خود ضبطی، تپسیا، پاکیزگی، کھشما، اور راست بازی، علم، پرماتما پر وشواش یہ برہمن کے گن ہیں، طاقت، جاہ، جلال، ثابت قدمی، حکمت عملی، میدان جنگ میں سینہ سپر ہو کر لڑنا۔ سخاوت، حکمرانی یہ کھشتری کے گن ہیں۔ زراعت۔ گئو رکھشا، تجارت یہ ویش کا دھرم ہے۔ اور خدمت بجا لانا شودر کا فرض ہے۔ گویا ہر جیو آتما سفر زندگی کی جس منزل پر جو جو خوبیاں اور اوصاف حاصل کر لیتا ہے وہ اُسی ورن میں شمار ہو جاتا ہے چنانچہ جاہل و بے علم برہمنوں کو بہت ہی حقیر خیال کیا جاتا تھا۔ منو مہاراج فرماتے ہیں۔ "لکڑی کا ہاتھی، چمڑے کا ہرن اور بے علم برہمن تینوں صرف نام کے ہی ہیں، اور برہمن جو کہ وید کا عالم نہیں ہے، وہ اپنی اولاد سمیت اس جنم میں ہی شودر ہو جاتا ہے"، پھر منو سمرتی باب دہم شلوک ۵۶ میں یہ بھی آیا ہے، "کرتوتوں سے ہی شودر برہمن بن جاتا ہے اور براہمن شودر ہو جاتا ہے۔ اس قاعدہ و اصول کو کھشتریوں و ویشوں پر بھی حاوی جانو۔

اس مسئلہ پر بہت کچھ بحث ہو چکی ہے، کہ آیا ایک ہی جنم میں انسان ایک ورن سے دوسرے ورن میں جا سکتا ہے۔ یہ عام و سب کو تسلیم ہے کہ صرف نیک کردار سے ہی انسان ایک ورن سے دوسرے ورن میں ترقی پا سکتا ہے، لیکن عام طور پر پایا جاتا ہے۔ کہ نیک خصلت کا نتیجہ [illegible]ن میں ترقی کی صورت میں جیو کو دوسرے جنم میں ہی ملتا ہے۔ اور یہ نکتہ خیال مندرجہ بالا

شلوکوں اور حوالجات کے بغیر مطابق بھی ضروری طور پر نہیں ہے۔ تاہم اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ایک ہی جنم میں کسی کسی کو یہ ترقی مل گئی ہے۔ چنانچہ رامائن بال کانڈ میں ذکر آتا ہے، کہ وشوامتر جی جو کہ جنم سے کھشتری تھے اسی جنم میں برہمن کی پدوی پائی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہے کہ اس مقصد عظیم کے حاصل کرنے کے لئے انہیں کتنی بے بہا کوشش کرنی پڑی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ خود ان دنوں میں بھی ایسی ترقی ایک عام اصول یا عام قاعدہ نہیں تھی بلکہ محض ایک امر مستثنےٰ تھی۔

اب کل یگ میں ہماری بدقسمتی سے ان چاروں ورنوں کے تحت میں بے شمار ذات پات کے امتیازات و تفرقہ پیدا ہوگئے ہیں، جو کہ قومی سنگٹھن کے لئے سخت خطرناک ہیں، پراچین ورن آشرم کے مقصود کے مطابق چاروں ورنوں میں مکمل تعاون ضروری تھا، تاکہ سوسائیٹی مکمل نظام میں رہ سکے۔ لیکن موجودہ وقت میں فرائض سے غفلت بے بنیاد فضیلت کے احساس اور غیر قدرتی و غیر ضروری ذات پات کے امتیازات و تفرقات کی وجہ سے یہی ورن آشرم اب قوم کی تباہی کا موجب ہو رہا ہے، رسوم اور روایات کو غیر ضروری اہمیت حاصل ہوگئی ہے، اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں باہمی کشمکش و غرور میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ موجودہ صورت حالات میں ایک واحد متحد قوم کا وجود ناممکن ہے۔ ورن آشرم کے پراچین آدرش کے مطابق ہر ورن کا ممبر اپنے آپ کو قوم کا خادم سمجھتا تھا، اور اس کے اپنے مخصوص دھرم کے مطابق قوم کی خدمت ہی اس کا سب سے بڑا فرض تھا۔ لیکن آجکل ذات پات زوروں پر ہے۔ ذات پات کی اہمیت پر یقین رکھنے والوں کے دلوں میں قومی وحدت کا کوئی آدرش نہیں ہے۔ وہ صرف فرقہ داری کو ہی سب سے افضل خیال کرتے ہیں، لہٰذا حب الوطنی کیلئے اُنکی لغات میں کوئی نقطہ نہیں ہو سکتا ہے۔

موجودہ زمانے میں ہر ورن کا ممبر جو پیشہ چاہئے اختیار کر سکتا ہے اسپر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنے مخصوص دھرم کا پالن کرے۔ اس وجہ سے ذاتی فطرت و ذاتی حالات میں ہر جگہ تضاد پایا جاتا ہے۔ اور نظام کی جگہ سوسائیٹی میں ہر جگہ بدنظمی پائی جاتی ہے۔ اس وجہ سے آجکل ورن آشرم سے کوئی جیو وہ فائدہ اور ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔ جو کہ اس سے مقصود تھی، اسی وجہ سے انسان کی ترقی رک گئی ہے۔ ورن آشرم کے بانی منو مہاراج کا مقصد یہ تھا، کہ اس سے انسانی برادری میں نظام قائم رہے اور راحت عامہ کا حصول ہووے، دنیا کی کوئی اور سنستھا مستقل قیام امن کے لئے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ لیکن اب یہ سنستھا خود بھارت دیش میں ہی ذاتی ابھیمان، برتری و فضیلت کا شکار ہو چکی ہے، افراد کی خود غرضی و اہنکار اسے تباہ کر چکے ہیں۔ سنگدنے دھرم کو تباہ کر دیا ہے۔ اور بے دھرمی سب کو تباہ کر رہی ہے۔ جبتک تمام خرابیاں و بدعتیں جو کہ ورن آشرم میں داخل ہو چکی ہیں، دور نہ کیجاویں، ہندو قوم میں جاگرتی پیدا نہیں ہو سکتی، اور نہ ہی انسان اپنی روز افزوں عالمگیر مصائب سے نجات پا سکتا ہے، یہ یقینی ہے کہ اگر موجودہ ہندو قوم ان نقصوں کو مٹا دے اور ورن آشرم کے حقیقی آدرش پر قائم ہو جاوے تو یہ قوم نہ صرف خود سلامتی اور آزادی کی منزل پر پہنچے گی بلکہ اپنی مثال سے مغربی دنیا کے ان تمام لاینحل مسائل کو بھی حل کر دیگی۔ جو کہ اُسے موت کی غار میں لے جا رہے ہیں۔

مادی تہذیب کے زیر اثر مغرب میں ساری مصیبت کا سبب یہی ہے، کہ ہر جگہ حکومت کی باگ، ڈور مزدوروں (شودروں)

کے ہاتھ میں جا رہی ہے۔ یہ شوور خواہ انہیں کسی نام سے پکارا جاوے ہمیشہ کم ذہن ہوتے ہیں، اور جمہور (عوام) کا راج ہمیشہ ہی مورکھوں کا راج ثابت ہوتا ہے، جمہوری طرز حکومت سے قوم میں افراد کی محنت کا ثمر تو یکساں طور پر تقسیم ہو سکتا ہے لیکن کسی اعلیٰ اخلاقی یا روحانی آدرش کا حصول اس سے نہیں ہو سکتا ہے۔ بعض ملکوں میں سائنس (ودیا) تمام تر صرف محکمہ جنگ کی ہی باندی ہو چکی ہے گویا اس جگہ کھشتریوں نے برہمنوں کے حق پر ہی قبضہ کر لیا ہے۔ چنانچہ کسی ملک میں یونیورسٹیوں کے پروفیسروں، مصنفین، فلاسفروں، رہبران دین وغیرہ کی رائوں اور خواہشات کو کوئی حکومت کوئی وقعت نہیں دیتی ہے، گویا دوسرے لفظوں میں برہمنوں کی کوئی قدر نہیں کیجاتی ہے۔ ان وجوہات سے ہر جگہ انسان خود اپنے خیالات اور سوسائٹی سے برسرپیکار ہے۔ اور بدنظمی، اضطراب و آشوب کا منظر ہر جگہ نظر آتا ہے۔ آج ہی اگر شوور (مزدور لوگ) ویش (تاجران) کھشتری (حکمران طبقہ) و برہمن (بے غرض رہبران و لیڈران قوم) اپنے اپنے مخصوص فرائض کا پالن کرنے لگ جاویں، تمام افراد اپنے آپ کو قوم کا یکساں ضروری حصہ تصور کریں اور قوم کی خدمت میں ہی زندگی کا واحد مقصد اعلیٰ تصور کریں، تو کیسے شک ہو سکتا ہے کہ یہ دنیا جو اس وقت دوزخ کی آگ میں جل رہی ہے، بہشت کا نمونہ ہو جاوے، ہندو دھرم کے پراچین رشیوں نے انسانی سوسائیٹی کی بہبودی و فلاح و قیام امن و نظام و عالمگیر شانتی و راحت عامہ کے حصول کے لئے ورن آشرم کی منتہا تجویز کر رکھی ہے۔ یہ فرض اب ہندو قوم پر عائد ہوتا ہے کہ وہ اس ورن آشرم کو اسکی موجودہ قباحتوں اور بدعتوں سے پاک کر کے خود بیدار ہو تا کہ اقوام عالم کی رہنمائی کر سکے۔ دنیا کا کوئی مذہب کوئی پولیٹیکل فلسفہ کوئی عقیدہ سیاست مستقل امن و نظام کے لئے ایسی مکمل سکیم پیش نہیں کرتا ہے، جیسی کہ ہندو دھرم پیش کرتا ہے، کاش کہ ہم اس کے مستحق (ادھکاری) ہوں"

مالک تھے

شری منوہر لال منوہر کھاور

زمیں زیر نگیں تھی۔ آسمانوں کے بھی مالک تھے ۔ زمانے کے حکمراں دو جہانوں کے بھی مالک تھے
عطارد۔ مشتری۔ مریخ تھیں کالونیاں اپنی ۔ فلک پر رہنے والے خاندانوں کے بھی مالک تھے
جبیں سائی شہنشاہ جنکی دہلیزوں کی کرتے تھے ۔ وہی ہم تھے۔ ہم ایسے آستانوں کے بھی مالک تھے
فلک اٹھ کر صبح پیشانی جنکا چوما کرتا تھا ۔ جو رشک تارحل تھے، ایسے مکانوں کے بھی مالک تھے
منوہر بن کے آئے تھے خدا کے ہم نمائندہ ۔ خدائی جتنے ہیں سب کارخانوں کے بھی مالک تھے

"دیکھ کر تو راہ چل"

ہندو جاتی سنتے ہیں تھا عرش پر ترا مقام ۔ اک زمانہ تھا کہ تو آقا تھی دنیا تھی غلام
جانتا عالم تھا دستور العمل تیرا پیام ۔ آتے تھے در پہ تیرے علم و ہنر کے تشنہ کام
تیری عظمت تیری عزت شہرۂ آفاق تھی
علم میں تھی تو یگانہ اور ہنر میں طاق تھی

تیری چوکھٹ پر جھکا کرتے تھے شاہانِ زمن　　نوکری کرتے تھے تیری کجکلاہانِ زمن
گود میں تیری تھے پلتے پہلوانانِ زمن　　تیرے مکتب میں تھے پڑھتے فیلسوفانِ زمن
مصر و روما چین نے تجھ سے لیا تھا اقتباس
علم ہے تیرا جو ہم ہیں دیکھتے یوروپ کے پاس
ہائے یہ سوچا کبھی حالت تیری کیا ہو رہی　　مدتیں گذری ہیں تو بدمست ہو کر سو رہی
ہے لگائی کیسی بازی جس میں سب کچھ کھو رہی　　پھول بونے تھے مگر افسوس کانٹے بو رہی
مانتی ہے خود تو کرموں کا ہلا کرتا ہے پھل
اس لئے کہتا منوہر دیکھ کر تو راہ چل

(بدیشی راجنیتک) اتہاس کار اور چوٹی کے پنڈتوں کی نظر میں !

ہندو

مرسلہ دیوان دیس راج نندہ

ہندو لوگ دھرم رت، پرسن چت، نیائے پریہ ست کے پجاری، احسان کو ماننے والے اور پربھو کے بھگت ہوتے ہیں ؛

SAMUEL JANSON (سیمیل جانسن)

ہندوؤں کی مکھیہ پہچان انکے چرتر کی نشٹھ کپٹتا اور ایمانداری ہی ہے۔ وہ کبھی بھی انیتی بھرے بول نہیں بولیں گے۔

CRINDLE (شری کرنڈل)

سنسار کے سب ملکوں میں، ہندوستان کے ہی لوگوں کا پریم ؛ آدر انکی بودھک نیتا اور ادھیاتمک سمپتی کے کارن ہی ہے۔ (پروفیسر لوئی رناو۔ پیرس یونیورسٹی)

ہندو دھرم کا چرتر کے نرمان کا پربھاو اتنا وشال ہے کہ صرف اونچے طبقہ کے لوگ ہی بلکہ نیچے سے نیچے درجہ کی جاتی کے لوگ بھی شاستروں میں اپدیش کی ہوئی یدھ کی سوکشم سے بھی سوکشم پرمپرا　　کا پورے طور پر پالن کرتے تھے۔ رات کو لڑنا، یا چھپ کر حملہ کرنا یہ لوگ جانتے ہی نہ تھے۔ ہندو سچے بہادر تھے تبھی تو دشمن کے لئے بھی انکے من میں رتی بھر بھی بیر نہیں تھا۔ اسی لئے جب یدھ کا ویرام ہوتا تھا۔ تو دونو پکش کے یودھا ملکر ایک ہی ندی میں نہاتے اور ایک دوسرے کو پان سپاری دیتے تھے۔

ایک ساودھارن سے ساودھارن فوجی بھی اپنے قول کا اتنا آدر کرتا تھا کہ جب کبھی لڑائی کے قیدیوں کو بیڑیاں باندھکر کچھ عرصہ کے لئے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ تب اگر وہ اسی چھوٹ کی قیمت ادا کرنے کے پربندھ کو نہیں کر سکتا تھا تو وہ خود بخود ہی واپس آکر اپنے آپ کو قید کے لئے پیش کر دیتا تھا۔

ہندو اپنی اپکیرتی کو ہمیشہ موت سے زیادہ برا مانتا تھا۔ ست کے پالنے میں ذراسی بھی لاپرواہی اور دشمن کی کسی پریکو لتا سے فائدہ اٹھانا۔ یہ دونوں ہی اپمان جنک لگتی تھیں۔

(پرتگال کے لکھاری)

ہندوؤں کے چہرے کی بناوٹ میں ہی ان کے جیون کی پرکرتی دیکھ جاتی ہے۔ ہم تو بناوٹ کا پردہ اوڑھے ہوئے ہیں۔ ہندوؤں کے چہرہ کی سکومارتا (کوملتا) روپ اور دکھیاؤں

میں ہی کرتا ہے کہ انگشٹھ کی چھاپ دکھائی دیتی ہے۔

(جارج برنرڈشا) GEORGE BERNARDSHAH

ہندو بدھی اور وچار شیلتا میں سبھی دیشوں سے اونچے ہیں۔ جیوتش کے گنت اور پھلت میں اُنکا گیان کسی بھی دوسری قوم سے زیادہ ہے۔ چکتسا (علاج) میں اُنکی گنتی پہلے درجہ پر تھی۔

(یعقوبی)

ہندو دوسروں کے ساتھ اَنوکول ویوہار کرنے والے اور سب پر دیا کرنے والے ہوتے ہیں۔ اُنکا سنسار میں کسی سے بھی ویر ورودھ (دشمنی) نہیں۔ (اتہاس کار ابوالفضل)

ہندوستان کے کروڑوں باسی اس دیش کے سادھو، سنتوں کی طرح ہی رہتے ہیں۔ سہج روپ سے سرل، نِشکپٹ کے اور ترشنہ (رن) سے مُکت ہوتے ہیں۔

(پروفیسر پی۔ جارج) P۲F: (P. GEORGE)

دھیان یوگ کو تو ہندوؤں نے ہی جنم دیا ہے۔ ان میں پونرتا، سوچھتا (صفائی) جیسے گن ہیں۔ ان میں وویک ہے اور وہ بہادر ہیں۔

جیوتش، حساب، الجبرا اور دوسری وِدیاؤں میں بھی سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ مورتی کا نرمان چتروں کے چترن جیسی کئی کلاؤں کو انہوں نے چوٹی تک پہنچایا ہے۔ اُن کے پاس کاویہ، درشن، ساہتیہ اور نیتی کے شاستروں کا ذخیرہ ہے۔ (البیرونی آٹھویں صدی)

ہندو لوگ اتنے ایماندار ہیں کہ نہ تو انہیں اپنے دروازوں میں تالے لگانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی بات کے طے ہو جانے کے پیچھے اسکی پرمانکتا کے لئے کسی لکھا پڑھی کی +

(مشہور یونانی اتہاس کار شری میسٹر تھینز، عیسےٰ سے پہلے)

ہندو کون اور کیوں

(بیسویں صدی کے سنت شرومنی مہاتما ونوبھا جی بھاوے کے شبدوں میں) جو ورن آشرم میں نِشٹھا رکھتا ہے۔ جو گئو بھگت ہے۔ جو شرتیوں کو اپنی جننی کے ہی سمان پوجا کے قابل سمجھتا ہے، جو سب دھرموں کا آدر کرتا ہے، جو دیو پرتماؤں کا انادر نہیں کرتا۔ پُنرجنم کو مانتا اور اس سے چھٹکارا پانے کے لئے چیشٹا کرتا ہے، جو سدا ہی جیو ماتر کے انوکول ورتاؤ کو اپناتا ہے وہی ہندو کہلاتا ہے۔

اس کا چت ہنسا سے دُکھی ہوتا ہے۔ اس لئے اُسے ہندو کہتے ہیں۔

چانکیہ نیتی!

(مہرشی چانک)

(1) نالائق شاگرد کو پڑھانے۔ بدچلن عورت کی پرورش کرنے اور برے آدمیوں سے میل جول رکھنے سے ودوان کو بھی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(2) بدکار عورت۔ جاہل دوست۔ سامنے بولنے والا ملازم۔ وہ مکان جس میں سانپ رہتے ہوں موت کے مانند ہیں۔

(3) دکھ کے وقت کام آنے۔ عورت کی حفاظت کرنے۔ کیلئے دولت ضروری جمع کرنی چاہئے۔ کیونکہ تکلیف کے وقت عورت اور دولت ہی کام آتی ہے۔

(4) ایسے دیش میں ہرگز رہائش اختیار نہ کرے۔ جہاں نہ کوئی رشتہ دار ہو۔ نہ ہی کوئی ساہوکار ہو۔ اور نہ ہی کوئی روزگار ہو جہاں ویدوں کو جاننے والا برہمن۔ راجہ یعنی حکومت۔ ندی یعنی جل اور حکیم وئید یا ڈاکٹر نہ ہو۔ وہاں ایک لمحہ قیام نہ کرے۔

(5) بھائی یا متر اُسے ہی خیال کیجئے۔ جو پریشانی۔ مصیبت۔ دشمنوں سے مقابلہ کے وقت۔ اور شمشان میں ساتھ دیوے۔

(6) اچھے گھرانے کی سوشیل لڑکی اگر حسین نہ بھی ہو تو عقلمند انسان کو اس کے ساتھ شادی کر لینا چاہئے۔

(7) پانی یا دریا۔ ہتھیار بند۔ درندہ۔ سینگوں والے حیوان۔ اور حکومت کے آدمیوں پر ہرگز اعتبار نہ کرے۔

(8) عقلمند کے لئے لازم ہے کہ اپنی اولاد کو صحبت نیک میں بٹھائے۔ تاکہ وہ نیک عالم اور خوشبو پھیلانے والی نے اور خاندان کا نام روشن کرنے والی ثابت ہو۔

(9) یہ چھ چیزیں انسان کو بغیر آگ کے ہی بھسم کر دیتی ہیں۔ استری کی جدائی۔ برادری میں بے عزتی۔ لڑائی کے بعد بچے ہوئے راجہ کے دشمن۔ ظالم مالک کی خدمت۔ مفلسی۔ صحبت جاہلاں۔

(10) وہ درخت جو دریا کے کنارے اُگا ہوا ہو۔ دوسروں کے گھروں میں زیادہ آنے جانے والی جوان عورت۔ اور نالائق منتریوں کے راجہ۔ یہ سب جلدی ناش ہو جاتے ہیں۔

(11) کمینہ اور نیک میں صرف اتنا فرق ہے کہ کمینہ شخص وقت پر دھوکہ دیتا ہے! ور نیک دکھ میں بھی کام آتا ہے۔

(12) لڑکے سے پانچ برس کی عمر تک لاڈ پیار کرے۔ سولہ سال کی عمر تک اُس پر کڑی نگرانی کرے تاکہ وہ کسی بری سوسائٹی میں نہ جاوے۔ اور ازاں بعد اُس کے ساتھ ایک دوست کی طرح برتاؤ کرے۔

(13) جہاں ہمیشہ اناج جمع رہے۔ پتی پتنی میں کبھی جھگڑا نہ ہو۔ بیوقوفوں کا مان نہ ہو۔ اس گھر میں لکشمی خود بخود آ جاتی ہے

(14) مصیبت کے وقت۔ دشمن کی فوج کے غالب آ جانے پر اور ظالم سے مقابلہ ہو جانے پر جو بھاگ جاتا ہے۔ وہ بچ جاتا ہے۔

(15) عمر۔ کرم۔ ودیا۔ دھن اور موت۔ پیدا ہونے سے پہلے یہ پانچ چیزیں انسان کی قسمت میں لکھدی جاتی ہیں۔

(16) یہ چھ چیزیں بغیر آگ کے آدمی کے جسم کو جلا دیتی ہیں۔ ۱۔ پردیس۔ ۲۔ کمینے کی خدمت۔ ۳۔ ناقص غذا۔ ۴۔ غصہ والی عورت۔ ۵۔ نالائق اولاد۔

دیو رشی نارد کے نقطۂ نگاہ سے

از حکیم رمیلا رس مضطر۔

ہندو دھرم کی بلند پایہ تعلیم

ہندو دھرم وہ بحرِ عظیم ہے۔ کہ جس کی تہ کو نہ تو کوئی آج تک پہنچ سکا۔ اور نہ ہی کوئی شاید پہونچ پائے گا۔ ہندو دھرم وہ بے پایاں گلستاں ہے کہ جس کے ہر روحانی پھول سے ایسی دلآویز خوشبو آتی ہے۔ کہ جس سے ہر ایک دماغ کو طراوت ملتی ہے۔ ہندو دھرم وہ آفتابِ حقیقت ہے کہ جس کی لاتعداد کرنوں سے ہر شخص کے دل سے جہالت کی تاریکی دور ہو کر دل معرفت کا بقعۂ نور بن جاتا ہے۔ ہندو دھرم وہ وجد آور سنگیت (راگ) ہے کہ جسکی مسحور کن آواز سے ہر شخص سرورِ سرمدی حاصل کر سکتا ہے۔ غرضیکہ ہندو دھرم کے متعلق جو کچھ بھی اور جس قدر بھی لکھا جائے کم ہے۔ ہندو دھرم کی بے تعصب جامع تعلیم کو اوتاروں، رشیوں، منیوں اور دیگر مہا پرشوں نے جس طریقہ سے ظاہر کیا ہے۔ اسکی نظیر کہیں بھی نہیں ملتی۔ جس قدر فراخدلی ہندو دھرم میں ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے اور فلسفۂ وحدت کو بھی جس طرح ہندو دھرم پیش کرتا ہے۔ اسکی مثال نہیں۔

اس مضمون میں راقم۔ دیو رشی نارد کی تصنیف لطیف "نارد بھگتی سوتر" کے چند سوتروں کا ترجمہ پیش کریگا۔ کہ جس کے مطالعہ سے ناظرین نہ صرف ہندو دھرم کی بلند پایہ تعلیم کا اندازہ لگا سکیں گے۔ بلکہ خود بھی اس پر عمل کر کے انسانی زندگی کا صحیح مقصد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

بہتر معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیو رشی نارد کی تعلیم کے اظہار سے پہلے ہندو شاستروں کی تحریر کے مطابق دیو رشی نارد جی کے متعلق بھی کچھ لکھا جائے۔ چنانچہ آتا ہے۔ کہ

پرم پوجیہ دیو رشی نارد جی مہاراج پہلے کلپ میں گندھرو تھے۔ اور آپ کا شبھ نام اُپ برہن تھا۔ آپ بہت ہی خوبصورت تھے۔ لیکن باوجود جسم حسین ہونے کے بھی آپ کو اپنے حسن پر ناز بالکل نہیں تھا۔ .... مالک حقیقی کو کیا منظور ہے۔ اور کہ وہ مالک حقیقی ایک لمحہ میں کیا کرنا چاہتا ہے یہ کسی کو بھی معلوم نہیں ... کہا جاتا ہے۔ کہ ایک دن دیو رشی نارد جی چند خوبصورت نوجوان عورتوں کو ساتھ لیکر برہما جی کے دربار میں پہونچے۔ کہ جہاں بھگوان کا کیرتن ہو رہا تھا۔ برہما جی کو یہ بات ناگوار گذری کہ ایسے مقدس مقام پر کہ جہاں مالک کے پاک ناموں سے مالک کی حمد و ثنا (گُن گان) کی جا رہی ہو۔ عورتیں شامل ہوں (کیونکہ مہاپرشوں نے بھگوت پراپتی میں استری کو بھی رکاوٹ مانا ہے۔) چنانچہ برہما جی نے نارد جی کے رویہ سے ناراض ہو کر نارد جی کو سراپ (بددعا) دے دیا۔ کہ وہ آئندہ جنم شودر جاتی میں لے گا۔ برہما جی کا قول جھوٹا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے اگلے جنم میں دیو رشی نارد جی نے ایک شودر داسی کے ہاں جنم لیا لیکن باوجود شودر ہونے کے بھی نارد جی کی ماتا نہایت نیک چلن۔ خود ضبط اور ساد ہوؤں سنتوں۔ براہمنوں و مہاتماؤں کی خدمت گذار تھی۔ اس میں وہ تمام اعلیٰ صفات موجود تھے۔ جو ایک نیک انسان میں ہونے ضروری ہیں۔ ماحول کا اثر بہت معنی رکھتا ہے۔ چنانچہ نارد جی کی ماتا جی کی اعلیٰ صفات۔ نیک پرشوں کی خدمت اور پربھو بھگتی کا اثر نارد جی پر بھی بہت کچھ ہوا۔ گو نارد جی گذشتہ جنم سے ہی ہمہ صفت موصوف تھے۔ تاہم دُنیا داری کے نقطۂ نگاہ سے ماحول کے اثرات کو بھی تسلیم کرنا ضروری ہے۔... نارد جی اس شودر داسی

کے فرزند واحد تھے۔ جب ان کی عمر پانچ سال کی ہوئی تھی تو ایک روز چند مہاپرشوں اور یوگیوں نے اس مقام پر چترماسہ (برسات کے مہینے) گذارنے کی غرض سے رہائش اختیار کی۔ اس موقعہ پر نارد جی کی ماتا اور خود ننھے نارد جی نہایت پریم اور شردھا سے ان مہاپرشوں کی خدمت کرتے رہے۔ جب چترماسہ ختم ہوا اور مہاپرش وہاں سے کوچ کرنے لگے تو نارد جی کے نیک خیالات اور بے غرض خدمت (نشکام سیوا) سے متاثر ہو کر انہوں نے نارد جی کو بھگوت پراپتی کا راستہ، بھگوان کا سروپ اور بھگوان کو پراپت کرنے کا طریقہ بتلا دیا۔ ایشور کی قدرت کہ انہیں دنوں جبکہ نارد جی کی عمر ابھی صرف پانچ سال کی ہی تھی۔ انکی ماتا جی سانپ کے کاٹنے سے سرگباش ہو گئیں اور نارد جی اکیلے رہ گئے۔ اب یہ پانچ برس کی عمر کا بے یارو مددگار ایشوری اچھیا کے انوسار کسی طرف کو چل دیا۔ اور ایک جگہ ایک تالاب پر اشنان کر کے مہاپرشوں کی بتلائی ہوئی ودھی کے مطابق پربھو دھیان میں مگن ہو گیا۔ کچھ عرصہ اس طرح مالک کا تصور کرتے کرتے ایک وقت صرف ایک لمحہ کیلئے یکایک نارد جی کو اپنے اندر (ہردے میں) ایک روشنی کی جھلک دکھائی دی۔ وہ روشنی کیا تھی۔ گویا مالک حقیقی کے بے انداز نور کی ایک شعاع (کرن) تھی کہ جسے دیکھ کر نارد جی مست ہو گئے۔ اور دوبارہ اس کرن کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن باوجود بہت کوشش کے بھی جب وہ کرن دوبارہ نظر نہ آئی تو بہت مایوس ہو کر دکھی ہونے لگے۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی (آکاش بانی ہوئی) کہ اے نارد۔ اب تم موجودہ زندگی میں مجھے دوبارہ نہیں دیکھ سکتے۔ تمہارے دل کو پاک پوتر بنانے کے لئے ہی یہ تھوڑی سی جھلک تمہیں دکھائی گئی ہے۔ کیونکہ جب تک دل مکمل طور پر پاک صاف نہ ہو میرا نور اور میرا درشن حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ آکاش بانی سُن کر نارد جی کے دل میں پربھو بھگتی کا جذبہ پورے زور سے ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ اور وہ ہر وقت بھگوان کے تصور اور اسی کی حمد وثنا (کیرتن) میں مصروف رہنے لگے۔ نارد جی کی اس لاثانی بھگتی سے بھگوان بہت خوش ہوئے اور انہیں برہمانڈ کے من میں ملا لیا۔ چنانچہ شاستروں میں لکھا ہے کہ کلپ کے آخر تک نارد جی کا جنم نہیں ہوا۔ بلکہ وہ اگلے کلپ کی ابتدا میں برہما جی کے من سے پیدا ہوئے۔

دیورشی نارد کی زندگی ایشور بھگتی کرنے اور ایشور بھگتی کرانے کی زندگی تھی۔ انہوں نے اپنے اپدیش سے لاتعداد جیووں کا بیڑا پار کر دیا۔ پرہلاد بھگت کو ماتا کے گربھ میں ہی ایشور بھگتی کی ایسی تعلیم دی کہ جس کی وجہ سے آجتک پرہلاد بھگت کا نام امر ہے۔ اسی طرح ننھا راج کمار دھرو جب اپنی سوتیلی ماں کی سخت کلامی سے متاثر ہو کر جنگل بیابانوں میں گھوم رہا تھا۔ تو اس موقعہ پر بھی دیورشی نارد جی نے ہی اُس کو "اوم نمو بھگوتے واسدیوایہ" کا منتر دے کر ایشور بھگتی کا وہ مارگ دکھایا۔ کہ جس پر عمل پیرا ہو کر دھرو بھگت نے ایسا بلند مرتبہ حاصل کیا۔ کہ جس کو دھرو پد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

دیورشی نارد جی کی زبانی تعلیم سے تو لاتعداد انسانوں کی زندگی سُدھر گئی۔ لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے انکی مایہ ناز تصنیف "نارد بھگتی سوتر" سے بھی لاتعداد انسانوں کو فیض پہنچا ہوگا۔ اور پہنچتا رہے گا۔ نارد بھگتی سوتر ایشور بھگتی (عشق الٰہی) پر ایک نادر تصنیف ہے۔ اس میں ایشور بھگتی کے تقریباً ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس پستک میں تقریباً وہ سب کچھ موجود ہے جو ایک متلاشیٔ حق کے لئے ضروری ہے۔ اس لاجواب تصنیف میں کل ۸۴ سوتر (مقولے) ہیں۔ جن سے یہ مراد بھی لی جاتی ہے سوتروں پر عمل کرنے والا انسان ۸۴ لاکھ جونیوں یعنی آواگون یا (تناسخ) سے بچ جاتا ہے۔ کل ۸۴ سوتروں کی ویاکھیا (تشریح) کے لئے تو ایک علیحدہ کتاب بن سکتی ہے۔ اس لئے بخوف طوالت اس مضمون میں ان ۸۴ سوتروں میں سے

صرف چند متفرق سوتروں پر تشریح کرکے اپنے خیالات کا اظہار اور ہندو دھرم کی بلند پایہ تعلیم پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ ناظرین اوم ان چند ہی سوتروں پر وچار کرکے ہندو دھرم کی عظمت سمجھیں۔ اور عمل کرکے فیض یاب ہوں۔

عشق میں ترک کی فضیلت

وہ عشق الٰہی (یا ایشور بھگتی) کسی خواہش کے مدنظر نہیں۔ بلکہ ترک مجسم ہے۔ سوتر ۷

تشریح۔ پریما بھگتی یا حقیقی عشق الٰہی میں اگر کوئی بھی دینی یا دُنیاوی ارتھات لوکک یا پرلوکک خواہش در پردہ من میں بنی رہے تو اس کو پریما بھگتی کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ تو ایک قسم کا بیوپار ہے "کچھ دیا اور کچھ لے لیا۔" (ارتھات بھگوان کی بھگتی کی اور کہا۔ کہ اے پربھو مجھے دھن یا سنتان۔ یا عزت اور شہرت یا سورگ یا مکتی پراپت ہو۔ اس طرح پر بھگتی کے ساتھ کسی خواہش کا اظہار کرنے پر یہ عشق الٰہی یا پریما بھگتی اس درجہ سے گر کر محض سودا بازی پر رہ جاتی ہے۔ چنانچہ دیو رشی نارد جی فرماتے ہیں۔ کہ اصلی حقیقی بھگتی میں کوئی بھی خواہش نہ ہونی چاہیئے۔ دُنیاوی اشیا تو برطرف اس میں حصول نجات یا آتم ساکشات کار بھی ہردے میں نہ ہو، بلکہ اپنا سرو سو یعنی اپنا خیال، اپنا کرم اپنا شریر بلکہ اپنا آپ بھی اپنا نہ سمجھکر سب کچھ ایشوری شکتی کے ذریعہ ہی ایشور ارپن کرکے خود بالکل آزاد اور نرلیپ ہو جانا چاہیئے۔ ..... اور ایسی حالت کے وارد ہونے کا نام ہے۔ "مجسم ترک"

دینی اور دنیاوی تمام افعال کے ترک کو نرودھ کیا جاتا ہے۔ سوتر ۸

تشریح: حقیقی عشق الٰہی ترک مجسم ہے۔ یعنی کسی انسان کے اندر جب یہ جذبۂ عشق پوری طرح موجزن ہوتا ہے تو اس حالت میں ایسے انسان کے تمام دینی اور دُنیاوی افعال اس آتش عشق میں جل کر خاک ہو جاتے ہیں۔ اس حالت پر پہنچا ہوا عاشق حقیقی ہر طرف صرف وہی ایک بے صورت ہر صورت میں نظر آتا ہے۔ چونکہ یہ عشق کی آخری منزل ہے۔ اس لئے یہاں پہنچکر باقی کے تمام افعال کا ترک ہو جانا عین قدرتی ہے۔ کیونکہ باقی ماندہ تمام افعال (کرم) سادھن روپ ہیں۔ یعنی منزل مقصود پر پہونچانے کا ذریعہ ہیں۔ اور جب کہ کوئی اپنی منزل مقصود پر آ جاتا ہے تو راستہ خود بخود ہی چھوٹ جاتا ہے۔ اگر کوئی انسان راستہ کو ہی منزل تصور کرکے بیٹھ جائے تو منزل تک رسائی کیسے ہوگی؟ مطلب یہ کہ اختتام راہ کے بعد حصول منزل قانون اٹل ہے۔ لیکن یہ بھی شرط ہے کہ بغیر صحیح راستہ اختیار کئے منزل پر پہنچنے کا خیال کرنا بالکل نادانی ہے۔ اس سوتر کا خلاصہ اس ایک فقرہ میں ہے۔ کہ مجمع الصفات بن کر بریُ الصفات بن جاؤ"

مالک حقیقی کے عشق کو بڑھانے والے دینی اور دُنیاوی افعال سرانجام دینا ہی نفسانی جذبات سے لاتعلقی ہے۔ سوتر ۱۱

تشریح:۔ سوتر ۸ میں تمام افعال کے ترک کی تلقین کی گئی ہے۔ لیکن جبتک کوئی چیز حاصل نہ کی جائے ترک ہوگا کہاں سے؟ چنانچہ اس سوتر میں رشی فرماتے ہیں۔ کہ ابتدا میں انسان کو ایسے افعال اختیار کرنے چاہئیں۔ کہ جن پر عمل کرنے سے عشق حقیقی (پریما بھگتی) میں ترقی ہو اور اس قسم کے نیک افعال پر عمل کرنا ہی نفسانی جذبات سے لاتعلقی پیدا کرتا ہے۔ اور یہ قدرتی بات ہے۔ کہ اس راستہ پر گامزن ہونے سے بیشتر تمام نفسانی خیالات۔ نفسانی جذبات کو دبانا ہوگا۔ جبتک کوئی انسان اپنے

نفس امارہ پر قابو نہیں پاتا تب تک کوئی بھی روحانی سادھن کرنا بالکل لایعنی (بے سود) ہے اس لئے اس سوتر پر ہر دو پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یعنی نیک افعال کو اختیار کرنا اور نفسانی جذبات کو دبانا۔ اس راستہ پر قدم رکھنے سے پہلے ضروری ہے۔ یا شرط اولین ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی قانون قدرت ہے کہ نیک افعال کو اختیار کرتے ہی نفسانی خواہشات خود بخود ختم ہو جاتی ہیں۔ کہ جس طرح آفتاب کے طلوع ہوتے ہی تاریکی ختم ہو جاتی ہے۔

امر و نہی سے بالاتر عشق حقیقی کے حصول کے بعد بھی کتب مقدسہ کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ سوتر ۱۲۔۱۳

تشریح :۔ مذکورہ سوتر کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔ کہ جب کہ کسی انسان کو یہ پختہ یقین ہو جائے کہ وہ عشق الٰہی یا پریما بھگتی کی آخری منزل تک رسائی کر چکا ہے۔ تو بھی کتب مقدسہ (دھرم شاستر) میں بیان کردہ نیک افعال کو دیدہ دانستہ نیک افعال کے ترک کا مرتکب ہوگا۔ تو عین ممکن ہے۔ کہ وہ حاصل کردہ رسائی سے بھی محروم ہو جائے۔ اور معراج تمنا سے گر جائے۔ کیونکہ اپنے آپکو عارف یا عاشق یا اور کچھ تصور کرنا بھی) ایک قسم کی لطیف خودی ہے۔ اور خودی کا دھوکا ایسا لطیف ہے۔ کہ ہزاروں لاکھوں میں سے کوئی ایک انسان ہی اس کے دام میں گرفتار ہونے سے بچ سکتا ہے۔ ورنہ عام طور پر تو اس جگہ پہنچ کر بڑے بڑے نامور روحانی شہوار ایسے گر جاتے ہیں کہ پھر اُٹھنا محال ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ جب انسان کو وہ درجہ حاصل ہو جائے کہ جہاں جزوی خودی کی بُو تک باقی نہ رہے یعنی جہاں پہنچکر انسان اپنے آپ کو عاشق یا عارف یا اور کچھ تصور کرنے والی عقل کو بھی عشق حقیقی (پریما بھگتی) میں مدغم کر کے اپنا آپ (جزوی صورت میں) نابود کر دے۔ تو ایسی حالت وارد ہونے پر نیک افعال بھی خود بخود ترک ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب افعال میں نیکی اور بدی کی تمیز کرنے والی عقل ہی نہیں رہی۔ تو اپنی مرضی پر افعال ہونگے کس طرح ؟ خلاصہ یہ کہ اس حالت پر پہنچکر انسانی وجود ایک آلہ کی ہی صورت میں باقی رہ جاتا ہے اور ایشوری شکتی جو کچھ بھی کرانا چاہتی ہے۔ وہی اس آلہ (جسم) سے ہوتا ہے۔"

(باقی پھر)



اوم

اسی رُوپ میں

از قلم :۔ شری جگن ناتھ کھنہ صفی برندابن نواسی :۔ "

من موہن کُنج بہاری للن .... گوپ نائک ہے گردھر، شیام ورن
گھنشیام مُراری ہے دُشٹ دلن، مند مسکان تیری، وہ چندر ودن

اسی رُوپ میں سامنے آیا کرو
پیالہ پریم کا ہمکو پلایا کرو،

برج لال کنہیا ہے موہن مدن برج راج، شرومنی رساک جنن
جس نے دیکھ لی تیری وہ بانکی چھبن کام کرنے کی اسکو رہے کیا لگن

تت تھمتا پہ بنسی بجایا کرو
اسی روپ میں سامنے آیا کرو

تیری بنسی سُنی، ہوئیں بیحال جھٹ — ڈرتی ڈرتی ہیں جاتی ہم اب پنگھٹ
کہیں دیکھ نہ لے ہمیں وہ نٹ کھٹ — نہیں دُور یہاں سے وہ جمنا کا تٹ

ہمیں ایسے ہی نت ڈرایا کرو
اسی رُوپ میں سامنے آیا کرو

تیری داسی ہیں بے مول رادھا رمن — بھگت وتسل ہے گوپال بھو بھے ہرن
بنسی والے ہے گردھر نند للن — چھوڑ گھر بار آئی ہیں تیری شرن

پا دسیوا کچھ ہم سے کرایا کرو
اسی رُوپ میں سامنے آیا کرو

جمنا تٹ پہ بنسی بجایا کرو — نام لے کر نہ ہمکو بُلایا کرو
نہ کبھا وہردے کے سوئے جگایا کرو — ایسے تیر نہ ہم پر چلایا کرو

اسی رُوپ میں سامنے آیا کرو
پیالہ پریم کا اپنے پلایا کرو

گلیاں
برج وبھیوٹ میں نت آیا کرو — ہمارے گھروں سے ماکھن چُرایا کرد
کرکے قول وہ اپنا نبھایا کرو — گیت پریم کے ہمکو سُنایا کرو

اسی رُوپ میں سامنے آیا کرو
دکھی ہردوں کو آ ہرشایا کرو

جنکی چرنوں میں تیرے لگی ہو لگن — رہیں دھیان میں تیرے وہ نت مگن
کٹ جاتے ہیں سب انکے کبھو بندھن — کرتے انکے ہو تم سارے کشٹ ہرن

سدا کرپا کے گھر میں ہی آیا کرو
رُوپ اپنا وہ ہمکو دکھایا کرو

نند گاؤں سے جو پرکھو آ ؤ نکل — برساتے ہیں جاؤ پھر ہو کے وکل،
کھل جائے تیرا پھر وہ ہردے کمل — دیکھ سُنا پڑا ہے وہ برج منڈل

رونا گوپیوں کا کیوں نہ ہوگا سپھل
ایسے دُکھڑے ہمارے مٹایا کرو

سنتیں دن رات مناتی ہیں — تیرے راگ پریم کے گاتی ہیں
تیری بنسی وہ سُننے آتی ہیں — سب سُدھ بُدھ بھُول ہم جاتی ہیں

ہمیں رُوپ چھٹا وہ دکھایا کرو
ا[illegible] میں سامنے آیا کرو

کبھی یہ بھارت اخلاق کا نمونہ تھا

(از۔ شری جلال بھارتی سرینگر)

جب گندے جل کے استعمال سے طرح طرح کی بیماریاں پھیلنے لگتی ہیں تو جل کو صاف ستھرا کر کے لوگوں کو بچانے کی تدابیر کیجاتی ہیں۔ اسی پرکار سوسائیٹی کو پاپ۔ اتیاچار اور گند سے بچانے اور سنیہ مارگ پر لگانے کی کوشش کیجاتی ہے۔ ایسی کوشش کرنے والے سدھارک کہلاتے ہیں۔ ایسے سدھارک وقت وقت پر پیدا ہوتے ہیں، اور دیش جاتی کا سدھار کرنا ہی انکے جیون کا لکش ہوتا ہے ایسی و لکتی ہی نشکام کرم کی تھیوری کو پرکٹیکل روپ دے کر جنتا کو بتاتے ہیں۔ کہ نشکام کرم کیا ہوتا ہے وہ اپنے جیون کا لکش ایسے پیش کرتے ہیں۔" وہ تجھے کرم کرنا ہے۔ اور سروکار نہیں۔ اس کے پھل پر تجھے اختیار۔

کئے جا کرم اور نہ ڈھونڈ اسکا پھل ٭ عمل کر عمل کر نہ ہو بے عمل"

انکا لکش ہوتا ہے۔ اپنے جیون کو پرائی ماتر کے کلیان کیلئے لگانا۔ وہ سمجھتے ہیں۔ " مرنا بھلا ہے اسکا جو اپنے لئے جئے ؛ جیتا وہی ہے سچ مچ جو مر چکا ہو غیر کے لئے۔" - اس لکش کی پشٹی گیتا میں بھی ملتی ہے۔" جبکہ بھگوان کرشن اعلان کرتے ہیں۔ کہ مہا پرشوں کے جنم تب ہوتے ہیں جب دیش میں پاپ اتیاچار ہونے لگتے ہیں۔ دھرم کیا ہے۔ اسکی تمیز مٹ جاتی ہے تو دھرم کو پھر سے سچا روپ دینے کے لئے بھگوان رام، یوگیراج کرشن، مہاتما بدھ، مہاتما مہاویر، رشی دیانند، سری رام کرشن پرم ہنس اور سوامی ویویکانند جیسے مہا یوگی اور فلاسفر جنم لے کر دیش کا سدھار کرتے ہیں۔ بھارت ورش کا اتہاس بتاتا ہے کہ اس دیش میں کوئی چور نہ تھا، چھوٹی عمر میں کوئی مرتا نہیں تھا۔ کوئی ودھوا نہیں ہوتی تھی۔ لوگ گھروں کو تالے نہیں لگاتے تھے۔ دودھ دہی کی ندیاں بہا کرتی تھیں، لوگ خوشحال تھے۔ اس سنہری زمانہ کی پشٹی چین دیش سے آئے ہوئے ایک یاتری ہیون سانگ نے بھی کی ہے۔

جب وہ بھارت ورش کی یاترا سے لوٹ کر اپنے ملک میں پہونچا تھا تو اس نے بھارت کی مہانتا کو اپنی ایک پستک جو اس نے اپنے دیش نواسیوں کی جانکاری کے لئے لکھی تھی اس میں ورنن کیا تھا۔ اس نے بھارت ورش کے وچار کے دو نقشے اپنی پستک میں اپنے آنکھوں دیکھے حالات کے عنوان سے لکھے۔ جو اس طرح سے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ وہ جب بھارت ورش میں بھرمن کر رہا تھا۔ تو وہ ایک گاؤں میں پہنچا۔ اور اس نے ایک جگہ گیہوں کے ڈھیر ایک کھیت میں دیکھے۔ وہ دو بھائیوں کا غلہ تھا۔ جو پک کر تیار ہوا تھا۔ چھوٹا بھائی گھر کو گیا اور بڑا بھائی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ تو اس نے ایک ڈھیر کے غلہ لے لے کر دوسرے ڈھیر میں ڈالنا شروع کر دیا۔ ایسے کرتے دیکھ کر ہیون سانگ نے اس کے پاس جا کر دریافت کیا کہ تم غلہ کیوں اٹھا رہے ہو، چوری کر رہے ہو کیا! تو جھٹ سے بھائی نے جواب دیا چوری کیا ہوتی ہے۔ یہ تو میرا غلہ ہے۔ جو میں اپنے چھوٹے بھائی کو دے رہا ہوں۔ تو اس نے پوچھا، ایسا تم کیوں کر رہے ہو۔ تو اس نے کہا میرا چھوٹا بھائی بال بچے دار ہے۔ اور اس میں ابھیمان بہت ہے۔ وہ میرے آگے ہاتھ تو کیا کسی کے آگے بھی ہاتھ پسارنا برا سمجھتا ہے،، اس لئے وہ میرے دینے سے نہیں لے گا۔ اس کی عدم موجودگی میں اس کے ڈھیر میں غلہ ڈال رہا ہوں۔ تاکہ اس کا

گذارہ ہو جائے۔ ہیون سانگ بہت حیران ہوا۔ کہ کتنا اونچا اخلاق ہے۔ اب چھوٹا بھائی واپس آیا اور بڑا گھر چلا گیا۔ تب چھوٹے بھائی نے اپنا غلہ اٹھا اٹھا کر بڑے بھائی کے ڈھیر میں ڈالنا شروع کر دیا۔ تب ہیون سانگ اور بھی حیران ہوا۔ اور اس کے پاس جا کر پوچھا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو۔؟ تو جھٹ سے اُس نے کہا کہ میرا بڑا بھائی سماج سیوا کے کام میں اتنا مشغول رہتا ہے کہ اُسے اپنے آپکی سُدھ نہیں رہتی۔ اس کا خرچ بہت ہے۔ اور اس کا ابھیمان بہت اونچا ہے۔ وہ کسی کے آگے ہاتھ کیا پسارے گا۔ میں چھوٹا ہوں میں دیتے پر بھی نہیں لیتا۔ وہ پاپ سمجھتا ہے۔ میرے بھائی کا سر اونچا رہے اور ان کا گذارہ ٹھیک چلتا رہے اسی لئے اسکی غیر حاضری میں اُسے دے رہا ہوں۔ ہیون سانگ نے کہا۔ تُم دھنیہ ہو۔

یہ اخلاق کا نمونہ تھا۔ اس بھارت ورش دیش کا جس میں ہم تُم پیدا ہوئے۔ وہی بھارت ورش دیش جو رشیوں منیوں کی بھومی ہے۔ جہاں ویدوں کا سندیش پراپت ہوا۔ جہاں اُپنشدیں لکھی گئیں۔ رامائن کا جہاں سندیش ملا۔ گیتا جیسا امرت کا جھرنا پھُوٹا۔ جہاں پوتر ندیوں کا جل بچھا ہوا ہو۔ اور جس کے چرنوں کو مہا ساگر دھوتے ہیں۔ جہاں پریم کا نمونہ تاج بھی موجود ہے۔

یہ سب اس دیش کی مہانتا کا پرتیک ہے۔ انتا مہان چرتر تھا اس دیش کے لوگوں کا۔ لیکن جب ایسے اُچیہ چرتر والے مہان دیش میں بُرائیوں نے جگہ لی تو سوسائٹی میں سوشل برائیاں پھیلنے لگیں۔ لوگ چرترہینتا کی بیماریوں کا شکار ہونے لگے۔ چرتر اتنا بگڑا کہ جس کا نمونہ آج عام ملتا ہے۔ اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کہاں ہیون سانگ کا زمانہ کا بھارت اور کدھر ہے آج کا یہاں کا انسان۔"۔۔ آج انسان سے انسانیت نکل چکی ہے۔ چال چلن کا دیوالہ نکل گیا ہے جس کا اثر یہ ہوا۔ کہ ہاہا کار مچ رہی ہے۔ مہنگائی کا بول بالا ہے۔ چوری اور رشوت خوری زوروں پر ہے۔ لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ گذارا مشکل سے ہو رہا ہے۔ لوگوں کے لئے جینا محال ہو رہا ہے"۔ یہ سب کیوں کر ہوا۔ اس کا کارن کیا ہے۔ صرف یہ ہے کہ ہمارے ہاں سوشل برائیوں نے جنم لینا شروع کیا ہے۔ اور ہم دن بدن نیچے ہی نیچے گرتے جا رہے ہیں۔

شہیدِ اعظم سردار

بھگت سنگھ سے خطاب

(از کوی لوکناتھ دل)

سنگ ایثار کا اس طرح جمایا تو نے — ہم کو آزادی کا دروازہ دکھایا تو نے
خس کے تنکوں نے اُڑا ڈالا شراروں کا مذاق — جذبۂ حبِ وطن ایسا جگایا تو نے

مادرِ ہند کو آزاد کرانے کے لئے — مادرِ ہند کے سر تاج سجانے کیلئے
اپنے سر کی کوئی پرواہ نہ کی تھی تو نے — مادرِ ہند کا سر اونچا اُٹھانے کے لئے

جینا اچھا نہ لگا تجھکو قفس میں رہ کر — پاک گیا سینہ تیرا داغِ غلامی سہہ کر
خوش رہو اہلِ وطن! ہم تو سفر کرتے ہیں — دار پہ لٹک گیا اتنا تو مُنہ سے کہکر

تیرے ماتھے پہ شکن بھی نہ قسم کھانے کو — مشغلہ موت کا تھا۔ جی تیرا بہلانے کو
ہم بغل تجھسے بھلا موت کی دیوی کب تھی — شمع نے سینے سے لپٹایا تھا پروانے کو

تیغ کی دھار کو ہنستے ہوئے چوما تو نے — تختۂ دار کو ہنستے ہوئے چوما تو نے
کون کہتا ہے کہ وہ پھانسی کی رسّی تھی فقط — پھولوں کے ہار کو ہنستے ہوئے چوما تو نے

آسماں جس سے کہ چمکا وہ ستارا تھا تو — حق تو یہ ہے کہ وہ قدرت کا اشارا تھا تو
مادرِ ہند کی زنجیرِ غلامی جس نے — بڑھ کے کاٹی تھی وہ مضبوط سہارا تھا تو

بادۂ حبِ وطن نوش کیا تھا تو نے — خدمتِ ملک میں سر اپنا دیا تھا تو نے
نام چمکے گا ترا شمس و قمر ہیں جب تک — جام ہنس ہنس کے شہادت کا پیا تھا تو نے

اوم

گئو رکھشا

شری منوہر لال منوہر پھلور

مہاتما گاندھی نے 29 1/25 کو اپنے اخبار نوجیون میں لکھا تھا
کہ گائے ہندوؤں کی سچی غمگسار اور ہمدرد ہے۔ جن بچوں کی مائیں مر جاتی ہیں۔ وہ بچے گائے کے دودھ پر پرورش پاتے ہیں۔ ہندو جب تک گائے رکھشا کو اپنا کرتویہ خیال رکھیں گے۔ اس وقت تک ہندو زندہ رہے گا۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت رہی۔ انہوں نے اپنے سلطنت کے استحکام اور پرجا کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے گئو ہتیا کو بند کیا۔ تھوڑا عرصہ ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ جب یہ پابندی ہٹ گئی ہو۔ ورنہ اس دیش میں گئو رکھشا ہمیشہ ہوتی رہی۔

۲۔ ہماری سرکار گئو ہتیا بند کرنے سے اس لئے گھبراتی ہے۔ کہ اس دیش میں مسلمان بستے ہیں۔ اور وہ آبادی کا ایک خاص حصہ ہیں۔ ناراض نہ ہو جائیں۔ یا ارد گرد کے مسلمان دیشوں کو پراپگنڈہ کرنے کا موقعہ مل جائے۔ کہ بھارت سٹیٹ سیکولر سٹیٹ نہیں ہے۔ اور دیکھو تو بھارت نے یہ کیسا قانون بنایا ہے۔

گئو رکھشا اقتصادی مسئلہ ہے۔ اس میں ہندو مسلمان سکھ عیسائی سب کا فائدہ ہے۔ آج جب گھی گیارہ روپے کلو اور دودھ 1/35 کلو ہے۔ گئو رکھشا ہو جانے پر دودھ اور گھی سستا ہوگا۔ ۱۹۴۷ء میں جب بھارت کو آزادی ملی۔ تو وہ گئو رکھشا کی طرف دھیان کرتی۔ گئوؤں کے لئے چراگاہیں بناتی۔ دودھ گھی کی افراط ہو جاتی۔ اور اناج اتنا خرچ نہ ہوتا۔ جتنا اب ہو رہا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ دودھ گھی۔ لسی کا استعمال کرنے والے گھرانے اناج کا استعمال تھوڑا کرتے ہیں۔

۳۔ حدیث شریف ہے لحم البقر داء و لبنہا شفاء۔ گائے کا ماس کھانا بیماری اور دکھ کو دعوت دینا ہے۔ اسکا دودھ پینا شفا ہے۔ آب حیات ہے۔

کیوں نہ مسلمان گئو رکھشا کے سوال کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور مسلمان ہی بل بنا کر کونسل میں پیش کریں اور اکثریت کی امداد لیکر اسے پاس کرائیں

۴۔ بھارت ورش جہاں گئو نے پہلے جنم لیا۔ اور یہاں کے راجے مہاراجے لاکھوں کی تعداد میں گئوئیں رکھتے تھے اور انکی عظمت و شان اسی میں تھی کہ وہ کتنی گئوئیں رکھتے ہیں گوپ اور نند انکی اپادھیاں تھیں۔ دودھ بیچنا اس دیش میں پاپ سمجھا جاتا تھا۔ لوگ کہتے تھے جس نے دودھ بیچا اس نے پتر بیچا۔ مسافر لوگوں سے جب پانی مانگتا تھا۔ لوگ اسے دودھ دیتے تھے۔ دور کیوں جاتے ہیں۔ میں نے کوہ سلیمان کے قبائل کے اندر سفر کیا ہے جہاں بکریں کثرت سے ہوتی ہیں۔ وہاں ہر ایک ریوڑ کے اندر ایک برتن جو لکڑی کا بنا ہوا ہوتا تھا اس غرض سے رکھا رہتا تھا۔ کہ اگر مسافر آئے۔ تو وہ بکریوں کا تازہ تازہ دودھ خود دوہے اور پئے۔

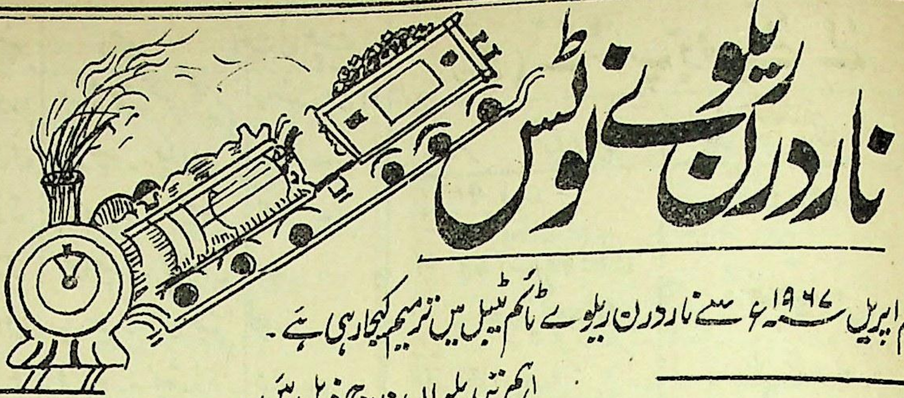
ہم نے کئی بار ایسا کیا۔ اور اس طرح پر تھکے ہوئے مسافر کی حیثیت میں دودھ پیا۔

۵۔ آجکل دنیا میں تو دودھ پینے کا رواج بڑھ رہا ہے مگر بھارت میں جہاں دودھ اور گھی کی ندیاں بہتی تھیں۔ اب دودھ تو کیا، چائے بنانے کے لئے بھی دودھ نہیں ملتا۔

ذرا ملاحظہ ہو۔ فہرست اُن ملکوں کی جو دودھ پیتے ہیں۔ اور اُن کے حصے میں دودھ فی کس کی اوسط کیا ہے۔

انگلینڈ	=	450	گرام
امریکہ نیویارک	=	800	"
جرمنی	=	500	"
نیوزی لینڈ	=	900	"
ارجن ٹائن	=	1000	"
ہندوستان	=	60	"

۶ - ٹھیک ہے گئو رکھشا میں کئی باتیں سوچنی پڑینگی۔ بوڑھی گائیوں کا سوال بھی سامنے ہے۔ اگر ان باتوں کو غور عمیق سے دیکھا جائے۔ تو یہ مسئلے آسانی سے حل ہو جائیں گے۔ اور ملک خوش حال ہو جائے گا۔ "



یکم اپریل سنہ ۱۹۶۷ء سے نادرن ریلوے ٹائم ٹیبل میں ترمیم کیجارہی ہے۔

اہم تبدیلیاں درج ذیل ہیں :۔

(1) (ا) جنرل GENRAL عام

(i) ائیر کانڈیشنڈ ایکسپریس گاڑیاں جو مابین بمبئی سنٹرل اور نیو دہلی۔ و نیو دہلی ہاوڑہ اور نیو دہلی امرتسر چلتی ہیں۔ وہ اب ہفتہ میں تین بار مندرجہ ذیل دنوں کو چلا کرینگی :۔

(a) بمبئی سنٹرل تا نیو دہلی۔ بدھوار شکروار اور اتوار

(b) نیو دہلی سے بمبئی سنٹرل۔ سوموار۔ بدھوار اور شکروار

(c) نیو دہلی سے ہوڑہ۔ بروز منگل وار شکرور اور اتوار

(d) ہوڑہ سے نیو دہلی۔ بروز منگلوار۔ ویروار اور اتوار

(e) نیو دہلی سے امرتسر۔ بروز ویروار اور اتوار

(F) امرتسر سے نیو دہلی بروز اتوار منگلوار اور شکروار

(ii) (a) 21 ڈاؤن ایئر کانڈیشنڈ ایکسپریس۔ بروز ویروار اور اتوار مدراس سے چلا کرے گی۔

(b) 22 اپ ایئر کانڈیشنڈ ایکسپریس بروز سنیچروار اور اتوار کو نیو دہلی سے چلا کرے گی۔

(2) گاڑیاں جو بڑھائی گئیں :۔

(i) نمبر ۱ ایس یو / ۲ ایس یو جو سہارنپور اور انبالہ چھاؤنی کے مابین چلتی ہیں۔ وہ اب انبالہ سٹی تک بڑھا دیگئی ہے۔ وہ انبالہ سٹی تک بھی جایا آیا کرے گی۔

(ii) نمبر ۱۵۶ ڈاؤن / ۱۵۵ اپ جھانسی اور لکھنؤ کے مابین چلنے والی سلطان پور تک بڑھادی گئی ہے۔ یہ سلطانپور تک جایا آیا کریگی۔

(iii) 49 اپ / 50 ڈاؤن جو ہوڑہ اور جونپور کے مابین چلتی ہے۔ وہ سلطانپور تک بڑھا دیگئی ہے۔ اب وہ سلطان پور تک جایا آیا کرے گی۔

(iv) 3 اپ / 4 اپ جو ٹپی اور امرتسر کے مابین چلتی ہے۔ کھیم کرن تک بڑھا دی گئی ہے۔ وہ کھیم کرن تک جایا آیا کریگی۔

(v) 1 جے۔ آر۔ ڈی / 2 جو ترن گڑھ اور ڈلیگانہ کے مابین چلتی ہے۔ میرٹھ روڈ تک بڑھا دی گئی ہے۔ وہ اب میرٹھ روڈ تک جایا آیا کرے گی۔ اور اس کا نیا نمبر 1 جے آر۔ ایم / 2 جے آر ایم ہوگا۔

(vi) 1 KJP کے۔ جے۔ پی جو دہلی کشن گنج اور پانی پت کے مابین چلتی ہے وہ نیو دہلی تک بڑھا دیگئی ہے۔ اب وہ نئی دہلی تک جایا آیا کرے گی۔ اور اُس کا نیا نمبر 1 NJP (این۔ جے۔ پی) ہوگا۔

(3) گاڑیوں کی رفتار میں اضافہ

	گاڑی نمبر	مابین	وقت کی بچت
i	6 ڈاؤن	امرتسر۔ مغلسرائے	30 منٹ MTS
ii	13 اپ	مغلسرائے۔ دہلی	20 ..
iii	10 ڈاؤن	دہرہ دون۔ مغلسرائے	10 ..
iv.	URN 1	انبالہ۔ ننگل ڈیم	40 ..

	گاڑی نمبر	مابین	وقت کی بچت
v	MSN 1	میرٹھ سٹی - ننگل ڈیم	۱۰ منٹ MTS
vi	JJP 2	جودھپور - پوکراں	60 ..
vii	JJP 3	پوکراں - جودھپور	55 ..
viii	JJP 4	جودھپور - پوکراں	40 ..
ix	98 ڈاؤن	بارمیر - جودھپور	15 ..
x	F.B 2	فیروزپور - بھٹنڈہ	20 ..
xi	JRJ 6	جالندھر شہر - جیجوں دوآبہ	15 ..
xii	JRJ 5	جیجوں دوآبہ - جالندھر سٹی	15 ..
xiii	PBJ 3	پٹھانکوٹ - جوگندرنگر	15 ..
xiv	SRN 2	ننگل ڈیم - سہارنپور	15 ..
xv	DG 7	غازی آباد - دہلی	15 ..
xvi	DP 1	دہلی - پانی پت	15 ..
xvii	LF 2	فیروزپور - لدھیانہ	10 ..
xviii	NJ 3	نواں شہر - جالندھر سٹی	10 ..
xix	ALJ 1	جاکھل - امرتسر	10 ..
xx	ABQ 1	امرتسر - قادیان	10 ..
xxi	D.R 2	روہتک دہلی (سنیچروار)	10 ..

(5) نئے سٹاپ جو مہیا کئے گئے

نمبر	ٹرین نمبر	سٹیشن
i	41 اپ / 42 ڈاؤن	منڈی دھنورہ
ii	45 اپ/46 ڈاؤن نیز 57 اپ/58 ڈاؤن	جھنڈیالہ*
iii	83 اپ	دہلی شاہدرہ
iv	51 اپ/52 ڈاؤن	جگادھری ورکشاپ
v	33 اپ	چکی بینک
vi	59 اپ	کورو کھشیتر
vii	10 ڈاؤن	روسا ROSA
viii	SN 2, DP 1, DP 4, DP 3	ہولمبی کلاں HOLUMBI
ix	344 ڈاؤن	کلاں والی پنجاب KILANWALI
x	AC 2	کبیرپورا
xi	47 اپ/48 ڈاؤن	چوکھنڈی
xii	371 اپ نیز 4 DSU	پسلی خاص
xiii	351 اپ / 352 ڈاؤن	دریاپور و لچھمن پور
xiv	MSN 2	بامن ہیری BAMANHERI
xv	371 اپ	صاحب آباد
xvi	105 ڈاؤن	کانپور اور لکھنؤ کے مابین تمام سٹیشن
xvii	204 ڈاؤن	پٹیل نگر
xviii	231 اپ	بجواسن BIJWASAN
xix	93 اپ/94 ڈاؤن	ریین REN
xx	95 اپ/96 ڈاؤن	سری بالاجی والائی ALAI

(4) نئے سٹیشن کھولے گئے

نمبر	نام سٹیشن	مابین
1	ہولمبی کلاں	ناریلا - کورو کھشیتر
2	رام چندر پور	اونچاہر - لچھمن پور
3	نال NAL	لال گڑھ - درباری

xxi	3	BKF	بڈھائی بالم گڑھ
xxii	1	NJP	گندھرا
	1	RDG	
	2	DR	

(6) نئے کونیکشن جو مہیّا کئے گئے

(i) AF 2 کو SL 1 کے ساتھ سلطانپور پر
(ii) 76 ڈاؤن کو JRM 2 کے ساتھ مارا روڈ پر

(7) سٹاپ جو منسوخ کئے گئے

(i) BKF 1 بڈھائی بالم گڑھ

(8) گاڑیوں کے اوقات میں اہم تبدیلیاں

(i) 6 ڈاؤن امرتسر ہوڑہ میل 20-20 کی بجائے 19-30 پر امرتسر سے روانہ ہوگی اور 20-30 کی بجائے 18-30 پر مغلسرائے پہنچے گی۔

(ii) 64 اپ طوفان ایکسپریس 10 بجے کی بجائے 10-5 پر دہلی سے روانہ ہوگی۔

(iii) 81 اپ A.C ایکسپریس 11.10 کی بجائے 11 بجے نئی دہلی پہنچا کرے گی۔

(iv) 10 ڈاؤن دون ایکسپریس 18-20 کی بجائے 19-20 پر ڈیرہ دون سے روانہ ہوگی۔ اور 16-35 کی بجائے 17-25 پر مغلسرائے پہنچے گی۔

(v) 42 ڈاؤن مصوری ایکسپریس 19.30 کی بجائے 18.20 پر ڈیرہ دون سے روانہ ہوگی اور 6.5 کی بجائے 5.40 پر دہلی پہنچیگی۔

(vi) 25 اپ A.C ایکسپریس 11.25 کی بجائے 11.50 پر دہلی سے چلے گی۔ اور 19.15 کی بجائے 19.35 پر امرتسر پہنچیگی۔

(vii) 13 اپ ایر انڈیا ایکسپریس 10.20 کی بجائے 10.5 پر دہلی پہنچے گی۔

(viii) 1 M.D 10.5 کی بجائے 9.50 پر دہلی پہنچیگی۔

(ix) U.R.N1 23.20 کی بجائے 22-40 پر نگل ڈیم پہنچیگی

(x) 345 اپ 9-30 کی بجائے 10.45 پر بھٹنڈہ سے روانہ ہوگی۔

(xi) 105 ڈاؤن 12-35 کی بجائے 13.15 پر لکھنؤ پہنچیگی۔

(xii) 1 C.B 8-50 کی بجائے 7-0 چندوسی سے روانہ ہوگی اور 11.40 کی بجائے 9.55 پر بریلی پہنچیگی۔

(xiii) 2 C.M 5.40 کی بجائے 4-45 مُرادآباد سے روانہ ہوگی۔

(xiv) 94 ڈاؤن جودھپور دہلی میل 14-35 کی بجائے 14.25 پر جودھپور سے روانہ ہوگی۔

(xv) 97 اپ جودھپور بارمیر ایکسپریس 20-30 کی بجائے 22.25 پر جودھپور سے روانہ ہوگی۔ اور 4-15 کی بجائے 4-30 پر برمیر BARMER پہنچے گی۔

(xvi) 98 ڈاؤن بارمیر جودھپور ایکسپریس 0-50 کی بجائے 23-50 پر بارمیر سے چلے گی۔ اور 6-50 کی بجائے 5-15 پر جودھپور پہنچے گی۔

(xvii) 3 BKF 15-25 کی بجائے 15-15 پر فاضلکا سے روانہ ہوگی اور 18-47 کی بجائے 18-35 پر کوٹ کپورہ پہنچے گی۔

(xviii) 3 BBB 6-40 کی بجائے 6.35 پر بیکانیر پہنچیگی۔

(xix) 1 BSA 10-30 کی بجائے 10-0 پر الوپ گڑھ سے روانہ ہوگی۔ اور 15-0 کی بجائے 14-55 پر صورت گڑھ پہنچے گی۔

(xx) 3 BSA 20-25 کی بجائے 20.20 پر اٹوپ گڑھ سے روانہ ہوگی۔ اور 23-50 کی بجائے 23-45 پر صورت گڑھ پہنچے گی۔

(xxi) 2 BRB 6-10 کی بجائے 1.45 پر رواڑی سے روانہ ہوگی اور 14-25 کی بجائے 11-30 پر بھٹنڈا پہنچے گی۔

(xxii) 2 BRF 2-15 کی بجائے 6-10 پر رواڑی سے روانہ ہوگی اور 19-50 کی بجائے 20-35 پر فاضلکا پہنچے گی۔

(xxiii) 4 BKF 21-0 کی بجائے 19-30 پر کوٹ کپورہ سے روانہ ہوگی۔ اور 0-15 کی بجائے 22-40 پر فاضلکا پہنچے گی۔

(xxiv) 2 BSA 9-35 کی بجائے 9-10 پر صورت گڑھ پہنچے گی

(xxv) 1 BHS 7-0 کی بجائے 6-15 پر حصار سے روانہ ہوگی اور 9-10 کی بجائے 8-15 پر سادول پور پہنچے گی۔

(xxvi) 1 JSB 5-0 کی بجائے 4-5 پر سمندری سے چلے گی۔ اور 11-50 کی بجائے 10-55 پر کھلبڈی پہنچے گی۔

(xxvii) 1 JJP 0-35 کی بجائے 11-40 پر پوکراں سے چلے گی۔ اور 6-55 کی بجائے 18-15 پر جودھپور پہنچے گی۔

(xxviii) 3 JJP 10-20 کی بجائے 23-45 پر پوکراں سے روانہ ہوگی۔ اور 17-15 کی بجائے 5-45 پر جودھپور پہنچے گی۔

(xxix) 1 JRD جس کا نیا نمبر 1 JRM ہے۔

ایکسٹینشن کے بعد رتن گڑھ سے 16-50 پر روانہ ہوگی۔ اور 0-5 پر میرٹہ روڈ پہنچے گی۔

(xxx) 2 JRD جس کا نیا نمبر 2JRM ہے ایکسٹینشن کے بعد 3-20 پر میرٹہ روڈ سے روانہ ہوگی۔ اور 10-35 پر رتن گڑھ پہنچے گی۔

(xxxi) 1 JBM 8-30 کی بجائے 7-30 پر برمیر سے روانہ ہوگی اور 14-35 کی بجائے 13-35 پر منابائو پہنچے گی۔

(xxxii) 1 JPB 1-35 کی بجائے 1-0 پر پیپر روڈ سے روانہ ہوگی اور 3-50 کی بجائے 3-0 پر بلارہ پہنچے گی۔

(xxxiii) 2 JBM 15-30 کی بجائے 14-30 پر منابائو سے روانہ ہوگی اور 21-40 کی بجائے 20-40 پر برمیر پہنچے گی۔

(xxxiv) 2 JJP 10-30 کی بجائے 9-15 پر جودھپور سے روانہ ہوگی اور 17-50 کی بجائے 15-35 پر پوکراں پہنچے گی۔

(xxxv) 4 JJP 23-25 کی بجائے 23-15 پر جودھپور سے روانہ ہوگی اور 6-5 کی بجائے 5-15 پر پوکراں پہنچے گی۔

(xxxvi) 2 JBJ 20-30 کی بجائے 19-45 پر جودھپور سے روانہ ہوگی اور 0-55 کی بجائے 0-5 پر بلارا پہنچے گی۔

(xxxv) 6 JL سٹیم ٹرین 7-45 کی بجائے 6-55 پر جالندھر سے روانہ ہوگی۔ اور 9 بجے کی بجائے 8-55 پر لدھیانہ پہنچے گی۔

(xxxvi) 7 JL سٹیم ٹرین 12-20 سابقہ وقت پر لدھیانہ سے روانہ ہوگی اور 13-35 کی بجائے 14-0 جالندھر سٹی پہنچے گی۔

(۹) ایئر کانڈیشنڈ اکاموڈیشن جو مہیا کی گئیں

(a) (i) نمبر I اپ / 2 ڈاؤن میل گاڑیوں (دہلی ۔ کالکا) پر پارشل ایئر کانڈیشنڈ کوچ بجائے ہفتہ میں تین بار کے روزانہ چلا کریں گی۔

(ii) ایک فل ایئر کانڈیشنڈ کوچ 47 اپ مصوری ایکسپریس گاڑیوں پر دہلی سے دہرہ دون مورخہ 4/67 سے اور 47 ڈاؤن ڈہرہ دون سے دہلی 4/67 2 سے روزانہ چلیگی

(iii) 3 ڈاؤن 33 اپ مابین بمبئی سنٹرل اور پٹھان کوٹ اور 34 ڈاؤن / 4 اپ میل گاڑیوں پر ایک فل ایئر کانڈیشنڈ کوچ روزانہ چلا کریگی ۔ نیز 31 اپ / 33 ڈاؤن میل گاڑیوں پر جو کہ دہلی اور امرتسر کے مابین چلتی ہیں. اُن پر علیحدہ پارشل ایئر کانڈیشنڈ کوچ چلا کرے گی۔

(iv) 14 ڈاؤن / 13 اپ ایئر انڈیا ایکسپریس گاڑیوں پر دہلی اور وارانسی کے مابین فرسٹ کلاس کوچ کی بجائے ایک پارشل ایئر کنڈیشنڈ کوچ ہفتہ میں تین بار حسب ذیل چلے گی۔ تاہم فرسٹ کلاس کوچ ہفتہ کے بقایا چار دنوں میں بدستور سابقہ چلے گی۔

دہلی سے — ہر سوموار۔ ہر بدھوار اور ہر سنیچر وار
وارانسی سے — ہر اتوار۔ ہر منگلوار اور ہر شکروار

(v) مندرجہ ذیل دنوں کو نمبر 93 اپ / 94 ڈاؤن جودھپور میل گاڑیوں (دہلی ۔ جودھپور) پر ہفتہ میں دو بار کی بجائے تین بار ایک پارشل ایئر کانڈیشنڈ کوچ چلا کرے گی۔

دہلی سے — ہر سوموار۔ ہر بدھوار اور ہر سنیچر وار
جودھپور سے — ہر اتوار۔ ہر منگلوار اور ہر ویروار

(B-9) ایئر کانڈیشنڈ اکاموڈیشن جو منسوخ کی گئیں

(i) 59 اپ / 60 ڈاؤن سرینگر ایکسپریس گاڑیاں مابین نئی دہلی اور پٹھانکوٹ پر پارشل ایئر کانڈیشنڈ کوچ جو ہفتہ میں تین بار چلتی تھیں منسوخ کردی گئی ہیں۔

(10) تھرو اور سیکشنل چلنے والی کیریجز میں تبدیلیاں

(i) 3 ڈاؤن / 33 اپ اور 34 ڈاؤن / 4 اپ میل گاڑیوں پر جو بمبئی سنٹرل اور پٹھان کوٹ کے مابین چلتی ہیں۔ اُن میں ایک فل ایئر کانڈیشنڈ کوچ، ایک فرسٹ کلاس اور ایک تھرڈ کلاس (3-TIER) چلا کرینگے۔

(2) ایک کمپازٹ فرسٹ اور سیکنڈ کلاس اور ایک پارشل سیلیپر کوچ ۔ بمبئی V.T اور لکھنؤ کے مابین 57 ڈاؤن / 107 اپ نیز 108 ڈاؤن / 58 اپ گاڑیوں پر سلطانپور تک آیا جایا کرینگی۔

(3) کمپازٹ فرسٹ اور سیکنڈ کلاس بوگی جو 2TA/34 اور 1/83 TA آگرہ چھاؤنی اور لکھنؤ چلتی ہے اُسکی جگہ فل فرسٹ کلاس بوگی چلے گی۔ سیکنڈ کلاس اکاموڈیشن ختم کردی جائیگی۔

(4) ایک تھرڈ کلاس بوگی جو دہلی سے کوٹ دوارہ 31 اپ / 6 ڈاؤن / KN I براستہ سہارنپور

چلتی ہے۔ وہ اب براستہ گجراولہ 41 اپ/2 گاڑیوں پر چلے گی۔

(5) ایک کمپاژنٹ فرسٹ اور تھرڈ کلاس جو دہلی سے کوٹ دوارہ کے درمیان 41/اپ/2 کے ساتھ KN 3/SM چلتی ہے۔ اب KN I پسینجر ایکسپریس کے ساتھ نجیب آباد سے کوٹ دوارہ پر لگا دی جائیگی

(6) میرٹھ سٹی۔ لکھنؤ۔ سروسز یعنی کمپاژنٹ فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کوچ اور تھرڈ کلاس کوچ اور بلند شہر۔ لکھنؤ کمپاژنٹ فرسٹ اور تھرڈ کلاس تھرو کیریجز۔ آئندہ بجائے مرادآباد کے ہاپڑ میں 30 ڈاؤن میل کے ساتھ تبدیل کردی جائے گی۔

(7) ایک تھرڈ کلاس کوچ جو 14 ڈاؤن/13 اپ اپر انڈیا ایکسپریس کے ساتھ چلتی ہے۔ وہ آئندہ صاحب گنج تک آیا جایا کرے گی۔

(8) ایک تھرڈ کلاس کوچ کی بجائے اب ایک ایڈیشنل فرسٹ کلاس کوچ مابین دہلی اور کالکا 1 اپ/ 2 ڈاؤن میل گاڑیوں پر چلا کرے گی۔

(9) ایک کمپاژنٹ فرسٹ۔ سیکنڈ اور تھرڈ کلاس اور ایک تھرڈ کلاس کوچ جو مابین دہلی اور ڈیگانہ 89 اپ/ JRD I نیز 2 JRD/90 ڈاؤن کو 89 اپ/ 95/ I JRM اور 96/2 JRM/90 ڈاؤن گاڑیوں کو جودھپور تک بڑھا دیا گیا۔ وہ اب جودھپور تک آیا جایا کریں گی۔

(11) ڈائننگ کاروں کی روانگی

ڈائننگ کاریں نمبر 93 اپ / 94 ڈاؤن جودھپور میل گاڑیوں کے ساتھ جودھپور اور دہلی کے درمیان چلنے کی بجائے صرف رتن گڑھ جودھپور کے درمیان چلے گی۔

(12) جودھپور میل گاڑیوں میں اضافہ

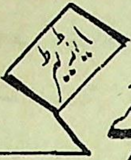
نمبر 93 اپ/ 94 ڈاؤن جودھپور میل گاڑیاں مابین دہلی اور جودھپور پر ایک ایڈیشنل تھرڈ کلاس کوچ لگا دی جائیں گی۔

گاڑیوں کے اوقات:-

تھرو یا شیکشنل کیریجز کے اجراء یا منسوخی۔ گاڑیوں میں اکاموڈیشن کی درجہ بندی کی ایڈجسٹمنٹ وغیرہ کے متعلق مفصل معلومات حاصل کرنے کے لئے اپریل ۱۹۶۷ء کے ریلوے ٹائم ٹیبل ملاحظہ فرمائیں جو کہ ریلوے بکنگ۔ ریزرویشن اور انکوائری دفتروں اور مشہور سٹیشنوں پر ریلوے بک سٹالوں سے قیمتاً دستیاب ہو سکتا ہے۔

چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ
ناردرن ریلوے
نئی دہلی

اوم



پاپوں سے ڈرو

کیونکہ پاپی کے مارنے کو پاپ مہان بلی ہے

پنجابی میں کہاوت ہے۔ تپ سے راج اور راج سے نرک ملتا ہے۔ چنانچہ ہمارا پراچین اتہاس بھی اس بات کا شاہد ہے کہ راون (جس کا پہلے جنم کا نام پرتاپ بھانو تھا) نے اپنے پہلے جنم میں بہت تپ کیا تھا لیکن ایک دھوکہ باز دشمن جو کہ ایک تپسوی کا روپ دھارن کرکے اسکا گورو بنا اور برہمنوں کو ایک یگیہ میں بلا کر انکو مانس کا بھوجن کھلا کر انکا دھرم بھرشٹ کرنے لگا۔ تو آکاش بانی ہوئی کہ یہ بھوجن اپوتر ہے۔ اے برہمن دیوتاؤ۔ اسکو مت گرہن کرو۔ اس پر برہمنوں نے بھوجن سویکار نہ کیا اور راجہ پرتاپ بھانو کو شاپ دیا کہ تم راکھشس ہو جاؤ۔

چنانچہ وہی دوسرے جنم میں راون بنا اور رشیوں کا خون ٹیکس میں وصول کرنے لگا۔ اس کے راج میں کوئی منش دیوتاؤں کی پوجا۔ برہم یگیہ اور دھرم کرم نہیں کر سکتا تھا۔ "یتھا راجہ تتھا پرجا" کے مصداق تمام رعایا بھی راکھشوں کے سے کرم کرنے لگ گئی تھی۔ پاپ بڑھ گئے تھے! اور راون کو اپنی شکتی اور راجیہ کا اسقدر ابھیمان ہو گیا تھا کہ وہ کیلاش پربت کو دائیں ہاتھ سے اٹھا کر بھگوان شو کو بھی ختم کرنے کے درپے ہو گیا لیکن انتر یامی بھگوان شو نے اسکی نیت کو بھانپ لیا۔ اور راون کا ہاتھ کیلاش پربت کے نیچے دب گیا۔ اس نے ہزار کوشش کی لیکن ہاتھ نکل نہ سکا۔ اب تو وہ حواس باختہ ہو گیا اور بھگوان شو کی ارادھنا میں استتی کہی۔ جو کہ شو تانڈو ستوتر کے نام سے اب بھی پرچلت ہے۔ راگ ودیش سے رہت بھولے مہادیو اسکی استتی پر پرسن ہو گئے اور اس کا ہاتھ پربت سے نکل آیا لیکن گزشتہ جنم کے برہمنوں کے شاپ کا اثر زائل کب ہو سکتا تھا۔ اس کا ستوگن تو لاکھ کی طرح کچھ ہی دیر کے لئے پگھلا لیکن بعد میں اس کا ہردہ پھر کٹھور ہو گیا۔ اور اس نے ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیا۔ رشیوں اور منیوں کو قید کر لیا۔ ان کا خون ایک گھڑے میں اکٹھا کرکے زمین میں گاڑ دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام دیش میں اس قدر قحط پڑا کہ جس کی مثال نہ ملتی تھی۔ بارشیں کئی سال تک نہ ہوئیں۔ آخر رشی لوگ مہاراجہ جنک کے پاس گئے۔ اور ان کو کہا کہ سونے کا ہل تیار کرکے آپ اور آپکی مہارانی زمین پر ہل چلائیں۔ چنانچہ جب ہل چلنے لگا تو ہل کی نوک اس گھڑے سے ٹکرائی گھڑا زمین سے نکالا گیا۔ تو اس میں سیتا جی پرگٹ ہوئیں سنسکرت میں "سی" ہل کی نوک کو کہا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا نام سیتا رکھا گیا۔ اس کے پیدا ہوتے سے بارشیں شروع ہو گئیں۔ اور قحط دور ہو گیا۔

۲۰ آج ہمارے موجودہ رہنما جو اپنے آپ کو مہاتما گاندھی جیسے اہنسا وادی مہاپرش کا پیروکار کہتے ہیں۔ انہوں نے بیس سال میں تقریباً بیس کروڑ گئووں کی ہنسیا کا مہان پاپ کرکے اس پوتر دیش کا ستیاناش کر دیا ہے۔ انہوں نے ہمارے پراچین ویدک دھرم کی جڑوں کو بھی کھوکھلا کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ حکومت کے نشہ میں انہوں نے ایسے ایسے گھور پاپ کئے ہیں۔ جو دنیا کے سامنے آ رہے ہیں۔

راون براہمن تھا مہرشی پلست کا پوتا تھا۔ اور سنسکرت کا ودوان تھا۔ لیکن تھا راکھشس۔ کیونکہ وہ وشئی تھا۔ کامی تھا۔ کرودھی تھا۔ شرابی تھا۔ کبابی تھا گویا کہ مہا دشٹ اور اتیا چاری تھا سونے کی لنکا کا مالک تھا۔ اور اس کا بہت بڑا پریوار تھا۔

اک لکھ پوت سوا لکھ ناتی تس راون کے گھر دیا نہ باتی۔ اس لئے اس راج مد نے اسکو

اندھا کر دیا تھا تبھی، تو اُس نے اپنے اِشٹ دیو بھگوان شو کو بھی ختم کرنے کی ٹھان لی۔

آج جن لوگوں کے ہاتھ میں اس پوتر دھارمک بھارت دیش کی باگ ڈور ہے۔ وہ ہمارے تمام دھارمک سنسکاروں اور پراچین سبھیتا کو قبر کھود کر دبانا چاہتے ہیں۔ ہماری کروڑوں ورشوں کی ہندو سنسکرتی اور دھارمک وچاروں کو نیست و نابود کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اُنکی نظروں میں یہ سب دقیانوسی خیالات ہیں! اسلئے ہندو دھرم یا ویدک سنسکرتی کو ختم کرنے سے ہی اُن کا سیکولرازم قائم رہ سکتا ہے۔ یہ مغربی تہذیب اور مغربی تعلیم کے دلدادہ وِرتِجن کے رشتیہ EAT DRINK AND BE MARRY کھاؤ۔ پیو اور موج اُڑاؤ۔ کے سدھانت کو مقدم سمجھتے ہیں۔ اُن کو وویک ویراگ اور تیاگ کی بھاونائیں مطلقاً گوارہ نہیں ہیں اور یہ اپنے غلط وچاروں کو تمام دیش کے لوگوں پر ٹھونسنا چاہتے ہیں جس سے پاپ کرم بڑھ رہے ہیں۔ دھرم بھاونائیں ختم ہو رہی ہیں۔ ناستک حکومت نے گئو ہتیا بند نہیں کی اور نہ ہی اس اصول کو تسلیم کرنے کیلئے تیار ہے۔ ہزاروں مہاتما پُرش قید کئے جا چکے ہیں! اور سینکڑوں اپنے پرانوں کی بازی لگا چکے ہیں۔ اگر ہندوؤں کی اس دھارمک اور جائز خواہش کی پرواہ نہ کی گئی۔ تو ہندو ایسی ناستک حکومت برداشت نہیں کرینگے۔

چونکہ گئو رکھشا ہندوؤں کا پرم دھرم ہے۔ اس لئے ہندوؤں کے لئے مرنے اور جینے کا سوال بن چکا ہے۔

ہمارے وید اور شاستر ہمیں گئو رکھشا کے لئے پریرنا دیتے ہیں۔ چنانچہ ہم یہاں ویدوں کے چند منتر اقتباس کرتے ہیں۔

यः पौरषेयेण क्रविषा समङ्कते योऽश्व्येन वशुना यातधानः।

योऽघ्न्यायाः भरति क्षीरमग्ने तेषां शीर्षाणि हरसापि वृश्च ॥　ऋ: १०-८७-१६

ارتھ۔ جو راکھش منش گھوڑے یا گائے کا مانس کھاتا ہے۔ بلکہ گائے کے دودھ کی چوری کرتا ہے۔ اگنی۔ اُس کا سر چھید کر دو۔

पशून पाहि गां मा हिंसी, अजां मा हिंसी

अवि मा हिंसी इमं मा हिंसी द्विपादं पशुम।

मा हिंसी रेक शफ पशुं मा हिंस्यत्सर्वा भूतानि ॥ (यजुर्वेद)

ارتھ۔ پشوؤں کی رکھشا کرو۔ گائے کو مت مارو۔ بکری کو مت مارو۔ بھیڑ کو مت مارو۔ دوی پد پشو (یعنی دو پاؤں والے مرغ۔ مور وغیرہ) کو مت مارو۔ ایک شف پشو (ایک کُھر والے گھوڑا۔ گدھا۔ نیل گائے) کو مت مارو۔ کسی بھی پرانی کو مت مارو۔

گائے کی تو پرستش کی گئی ہے۔ اس میں تمام دیوتاؤں کا نواس مانا ہے۔ اور اس سے پرارتھنا کی گئی ہے۔

यूयं गावो मेदयथा कृशं चिद श्रीरं चिद कृणुथा सुप्रतीकम्।

भद्रं गृहं कृणुथ भद्रवाचो बृहद्वो वय उच्यते सभासु ॥　(ऋ: ६-२८-६)

ہے گایوں! تم دُربل کو بلوان بناؤ۔ نس تیج کو تیجسوی کرو ہے منگل مے شبد والی دھینوؤ! ہمارے گھر کو منگل سے کرو۔

प्रजावती सूयवसं रिशन्ती शुद्धा अपः सुप्रपाणे पिबन्ती:

मा वः स्तेन ईशत माघ शंसः परिवो हेती रुद्रस्य वृज्याः ॥　(ऋग: ६-२८-७)

ہے پرجاوتی! (بچھڑے بچھڑی پریوار والی) دھینو! تم سُندر گھاس کھاؤ۔ نرمل جل پیتی ہوئی نربھے ہو کر وچرو۔ چیر تھا بدھک یعنی قصائی تمہارا سوامی نہ بنے۔ رودر کی گھاتک شکتی تم سے دُور رہے۔

Monthly 'OM' Delhi.

Vol 34 APRIL 1967 Regd. No. D—84

Printed at : Sood Litho Press, Daryaganj, Delhi-6 Phone : 274437